پندرہ روزہ جریدہ ترجمان دہلی

حدیث

محمد اظہر مدنی

وضو کی فضیلت

عن عثمان بن عفان رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من توضأ فاحسن الوضوء خرجت خطاياه من جسده حتى تخرج من تحت اظفاره''(صحیح بخاری:۵۹۱،صحیح مسلم:۲۴۵)

ترجمہ: حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے وضوء کیا اور اچھی طرح کیا تو اس کے گناہ اس کے جسم سے حتی کہ اس کے ناخنوں کے نیچے سے بھی نکل جاتے ہیں۔

تشریح: شریعت اسلامیہ نے طہارت ونظافت پر بڑا زور دیا ہے اور صفائی وستھرائی کو آدھا ایمان قرار دیا ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ''**الطهور شطر الايمان**''اس لیے نماز جیسی عظیم عبادت کے لیے تمام قسم کی پاکی ضروری ہے اور بغیر پاکی کے کوئی نماز نہیں ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:''**لا تقبل صلاة بغير طهور**''وضو کے بغیر کوئی نماز قبول نہیں اور دوسری حدیث میں ہے کہ''**لاتقبل صلاة من احدث حتى يتوضا**''جس شخص کا وضو ٹوٹ جائے اس کی نماز اس وقت تک قابل قبول نہیں جب تک کہ وہ دوبارہ وضو نہ کرلے۔نماز کو جس طرح اعلیٰ مقام حاصل ہے اور اس کو راس الامر قرار دیا گیا ہے، ایمان وکفر کے درمیان فرق کرنے والی عبادت قرار دی گئی ہے، اسی طرح اس عبادت کی کنجی وضو کی بھی بڑی اہمیت وفضیلت بیان ہوئی ہے۔اس کے بغیر نماز کا تصور ہی نہیں بلکہ اگر کسی وضو میں کوئی خلل ہو تب بھی اس کی نماز قابل قبول نہیں بلکہ اسے پھر سے وضو کرنے کا حکم ہے۔حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے وضو کیا اور ناخن کے برابر خشکی رہ گئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اسے دیکھا تو حکم دیا کہ جاؤ اچھی طرح سے وضوء کرو۔چنانچہ وہ شخص گیا پھر سے وضو کیا اس کے بعد نماز ادا کی۔

وضوء کی اہمیت وفضیلت کا اندازہ اس حدیث سے بھی لگا سکتے ہیں جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کو کنجی قرار دیا ہے۔ہر چیز کی کنجی ہوتی ہے نماز کی کنجی وضو ہے فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے:''**مفتاح الصلاة الطهور**''نماز کی کنجی وضوء ہے اور مسلم شریف کی ایک حدیث میں ہے کہ اگر کسی نے اچھے طریقہ سے وضو کیا تو اس کے گناہ معاف کردیئے جائیں گے اور درجات بلند کردیئے جائیں گے۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''**الا ادلكم على ما يمحو الله به الخطايا ويرفع به الدرجات**''کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتادوں جس سے اللہ تعالیٰ تمہاری خطاؤں کو درگزر فرمادے اور تمہارے لیے بلندئ درجات کا ذریعہ بنادے۔صحابہ نے عرض کیا:ضرور بتائیں اے رسول اللہ ﷺ، تو آپ نے ارشاد فرمایا مشقت کے باوجود اچھے سے وضو کرو اور مسجد کی طرف زیادہ قدم بڑھاؤ اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرو۔یہی رباط ہے۔اس کے علاوہ بھی متعدد احادیث مروی ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ دوران وضوء انسان کے تمام گناہ جھڑ جاتے ہیں۔اور اس کے بعد کی جانے والی نیکیاں نفل ثابت ہوتی ہیں۔

ابن ماجہ اور مسند احمد کی ایک حدیث میں ہے کہ جب کوئی مومن وضو کرتا ہے اور کلی کرتا ہے تو اس کے منہ سے سارے گناہ نکل جاتے ہیں۔پھر جب وہ ناک میں پانی ڈال کر چھینکتا ہے تو اس کی ناک سے گناہ نکل جاتے ہیں۔پھر جب وہ اپنا چہرہ دھوتا ہے تو اس کے چہرے سے گناہ نکل جاتا ہے یہاں تک کہ پلکوں کے نیچے سے بھی۔پھر جب وہ ہاتھ دھوتا ہے تو اس کے ہاتھ سے گناہ جھڑ جاتے ہیں یہاں تک کہ اس کے ناخن کے نیچے سے بھی۔پھر جب وہ اپنے سر کا مسح کرتا ہے تو اس کے سر سے گناہ جھڑ جاتے ہیں یہاں تک کہ اس کے دونوں کانوں سے بھی۔پھر جب وہ اپنے دونوں پیروں کو دھوتا ہے تو اس کے دونوں پیروں سے گناہ جھڑ جاتا ہے یہاں تک کہ ناخنوں کے نیچے سے بھی۔پھر اس کا مسجد کی طرف جانا اور نماز ادا کرنا یہ سب نفل شمار ہوتا ہے اور مسلم شریف کی ایک روایت میں ہے کہ جو شخص خوب اچھی طرح وضو کرے اور پھر مسنون دعا پڑھے تو اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔وہ جس دروازے سے چاہے داخل ہوجائے اور ایک حدیث میں ہے کہ بروز قیامت میری امت کو اس حال میں پکارا جائے گا کہ ان کے اعضاء وضوء آثار وضو کی وجہ سے چمک رہے ہوں گے۔پس جو شخص اپنی اس چمک کو بڑھانے کی طاقت رکھتا ہے تو اسے چاہئے کہ ویسا کرے۔اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:''**تبلغ الحلية من المومن حيث تبلغ الوضوء**'' کہ مومن کا زیور وہاں تک پہونچے گا جہاں تک وضو پہونچے گا۔اس کے علاوہ بہت ساری احادیث ہیں جن سے وضوء کی اہمیت وفضیلت واضح ہوتی ہے۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وضوء جیسی اہم عبادت کو اپنی زندگی میں اچھی طرح نافذ کرنے اور ہمیشہ باوضو رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس عظیم عمل کے ذریعہ سیئات کو درگزر فرمادے اور جنت کے راستوں کو کھول دے۔ وصلى الله على نبينا محمد وسلم ☆☆

مدیر مسئول
اصغر علی امام مہدی سلفی
مدیر
عبدالقدوس اطہر نقوی
نائب مدیر: مولانا خورشید عالم مدنی   مدیر اعزازی: مولانا رضاء اللہ عبدالکریم مدنی
مجلس ادارت
مولانا محفوظ الرحمٰن فیضی   مولانا شہاب الدین مدنی   ڈاکٹر سعید احمد مدنی
مولانا اسعد اعظمی   مولانا طہ سعید خالد مدنی   مولانا انصار زبیر محمدی

اس شمارے میں

درس حدیث ۲
اداریہ ۳
توحید ربوبیت کی اہمیت اور اس کے تقاضے ۷
تزکیۂ نفس ۹
بچوں کی پرورش سے متعلق چند اہم نکات ۱۳
قرآن وسنت کا باہمی تعلق ۱۵
عذاب قبر کے اسباب ۱۹
کہتی ہے تجھ کو خلق خدا غائبانہ کیا ۲۴
اپیل ۳۲

مضمون نگار کی رائے سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے

بدل اشتراک
سالانہ ۱۵۰/روپے
فی شمارہ ۷/روپے
پاکستان ۵۰۰/روپے
بلاد عربیہ ودیگر ممالک سے ۳۵ ڈالر یا اس کے مساوی
مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند
اہل حدیث منزل ۴۱۱۶، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی۔۶ ۱۱۰۰۰
ویب سائٹ www.ahlehadees.org
ترجمان ای میل jaridahtarjuman@gmail.com
جمعیت ای میل jamiatahlehadeeshind@hotmail.com

اداریہ

ابو مصلح الکریمی

جہاندیدہ بسیار گوید دروغ

اس دنیا کی بے ثباتی اور عدم بقاء وعدم دوام کا یقین ہر مومن کو ہے۔ مناطقہ کہتے ہیں کہ عالم کو ثبات واستحکام حاصل نہیں ہے۔ وہ حادث ہے اور فنا کے گھاٹ اترنے والا ہے۔ عقل ومنطق اگر صحیح کام کرنے لگیں تو وہ فطرت و شریعت یعنی کتاب وسنت سے کبھی متصادم ومخالف نہیں ہوسکتیں۔ ”العالم متغیر وکل متغیر حادث فالعالم حادث“ منطق کا مشہور قاعدہ و فارمولا اور استنتاج ہے۔ یعنی دنیا تغیر پذیر ہے اور ہر متغیر چیز حادث ہے تو نتیجہ یہ نکلا کہ دنیا حادث اور فانی ہے۔ شاعر کہتا ہے:

انما الدنیا فناء لیس للدنیا ثبوت
انما الدنیا کبیت نسجتہ العنکبوت

جب دنیا کی حقیقت مکڑی کے جالے کی طرح ہے جو سب سے بے وقعت و بے حیثیت اور کمزور ترین گھر اور جگہ ہے، بلکہ پانی کے بلبلے کی طرح ہے تو اس کے ساتھ معاملہ بھی کچھ اسی طرح کا ہونا چاہئے۔ پوری کائنات، ساری دنیا و مافیہا، نباتات جمادات، حیوانات، سماوات وارضیات، فضائیں وکہکشائیں، دریا وسمندر، کوہ ودمن، بحر وبر، خشکی وتری، ذخائر ارضی وسماوی اور معاون وکنوز سب کے سب بھی پرکاہ کی حیثیت نہیں رکھتے، سب کو ختم ہونا ہے۔ کُلُّ شَیْءٍ هَالِکٌ اِلَّا وَجْهَهُ ”ہر چیز فنا ہونے والی ہے مگر اس کا منہ“ (القصص:۸۸) اور کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ وَّیَبْقٰی وَجْهُ رَبِّکَ ذُوالْجَلٰلِ وَالْاِکْرَامِ ”زمین پر جو ہیں سب فنا ہونے والے ہیں۔ صرف تیرے رب کی ذات جو عظمت اور عزت والی ہے۔ باقی رہ جائے گی۔“ (الرحمٰن:۲۶۔۲۷)۔

یہ تو مسلمات میں سے ہے۔ چند ملحدین ومعاندین کے علاوہ کوئی اس کا منکر نہیں۔ مگر بعض اس میں بھی عقلی گھوڑے دوڑاتے ہیں اور مکافات عمل اور جزاوسزا کے لیے کچھ دوسرے جنم اور دیگر جتن کرتے نظر آتے ہیں۔ ایک حدیث شریف میں وارد ہے کہ ”لو کانت الدنیا تعدل عند اللہ جناح بعوضة ماسقی کافرا منہا شربة ماء“ (ترمذی)

دنیا جس طرح فنا ہونے والی، بے وقعت و بے حیثیت اور بے قیمت شئی ہے، اسی طرح اس میں جینے والے انسانوں کے بارے میں بھی اللہ جل جلالہ کو کوئی پرواہ اور غرض نہیں کہ اس کی اس بے قیمت و بے حیثیت اور حقیر وقطمیر شئی کو کوئی نافرمان انسان کیسے پا سکتا ہے۔

اس بڑی تمہید کا مقصد یہ ہے کہ جب دنیا کی حیثیت وحقیقت یہ ہے تو ساری دنیا اسی کے پیچھے کیوں بھاگی بھاگی پھر رہی ہے؟ اور عقلائے زمانہ بھی دنیا کی رنگینیوں کو دیکھ کر دھوکہ کھا جاتے ہیں، چنداں تعجب نہیں۔ فلاسفہ ومناطقہ دنیا میں پھنس کر رہ جائیں، حیرت نہیں۔ مگر ایک مومن صادق، تقدیر پر ایمان رکھنے والا اور دنیا کی حقیقت کو جاننے والا اس کی دھوکہ دھڑی کا شکار ہوجائے ممکن نہیں۔ اس کی انسان اور مسلمان دشمنی جگ ظاہر ہے۔ وہ شہد خالص وعسل مصفی ہے، مگر مثل مگس اس پر گرنے والوں کے لیے سامان ہلاکت و فلاکت اور باعث تباہی وبربادی ہے۔

اس دنیائے فانی کو برت لے جانے کے مختلف زاویہ نگاہ ہوسکتے ہیں۔ مقاصد واہداف کے حوالے سے بھی اس میں رہنے اور اس میں کام کرنے اور کام میں لانے میں فرق پڑسکتا ہے۔ فوائد ومنافع کے حصول کے ناحیے سے بھی اسے برتنے والوں کا طریقہ طرائق قددا ہوسکتا ہے۔ بعضے اس دنیا کے بعد بھی کوئی عالم ہوگا کے قائل نہیں ہیں۔ پھر ان کے میلانات بھی اس دنیا کے سلسلے میں مختلف ہوسکتے ہیں۔ کسی نے کہا کہ

بابر بہ عیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست

ظاہر بات ہے کہ اس کے افکار وانداز اسی طرح کے ہوں گے۔ لیکن تمام اہل ادیان اس دنیا کے بعد بھی ایک عالم کے قائل ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ اس دوسری دنیا جس میں انسان دوبارہ زندہ کیا جائے گا اور اعمال کا بدلہ دیا جائے گا کے تصورات طرح طرح کے ہیں۔ اس کے جزاء وسزا کے لیے بھی عجیب عجیب تخیلات، رجحانات اور اعتقادات ہیں۔ ڈارون نے بتایا تھا کہ سارے انسان بندر کی نسل کے ہیں۔ اور اس کی ترقی شدہ شکل وصورت انسان ہے۔ مگر بعض مذاہب وادیان بندر، کتے، سور اور بھانت بھانت کے جانور، اونچ نیچ اور مختلف طبقات انسانی بھی پچھلے جنم کے گناہ وثواب کے نتائج ہیں۔ اگر پچھلی زندگی میں اچھے کام اور اعمال صالحہ انجام دیے ہیں تو انسان کی شکل میں پیدا ہوگا اور اونچے طبقے میں جگہ ملے گی۔ حسب اعمال اس کو طبقات علیا، برہمن، ویش، چھتری وغیرہ میں جگہ ملے گی ورنہ شودر والے نچلے طبقے میں پیدا ہوگا۔ اگر اعمال اس سے بھی زیادہ خراب ہوئے تو سور، بلی، بندر، بیل وغیرہ بنا دیا جائے گا۔ دیگر مذاہب وادیان میں بھی مکافات عمل، جزا وسزا اور اس دنیا اور اس کے بسنے والوں کے انجام الگ الگ لکھے ہوئے ہیں۔ ظاہر بات ہے کہ تمام ادیان سماوی نہیں ہیں، نہ ہی تمام سماوی ادیان تحریف وتاویل سے مامون ومحفوظ ہیں۔ ایسی صورت میں کوئی حق بات کہنا دشوار ہے۔ البتہ دین اسلام جو محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل کیا گیا اور اس کے الفاظ وحروف اور معانی ومطالب کو بھی محفوظ کیا گیا وہ ہو بہو باقی اور قیامت تک اس کی تعلیمات اپنی اصلی شکل میں باقی اور زندہ وجاوید رہیں گی۔ لَّا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِن بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ ”جس کے پاس باطل پھٹک بھی نہیں سکتا نہ اس کے آگے سے نہ اس کے پیچھے سے“ (فصلت:۴۲) اور بفحوائے قول رسول صادق ومصدوق، آمین، سید المرسلین محمد صلی اللہ علیہ وسلم ”**يحمل هذا العلم من كل خلف عدوله ينفون عنه تحريف الغالين وانتحال المبطلين و تاويل الجاهلين**“ اور یہ طائفہ منصورہ اور فرقہ ناجیہ کا نام ہے جو اہل حدیث ومحدثین کے زمرے وجماعت سے آتے ہیں۔ جو ہمہ وقت اس فریضہ کو انجام دیتے رہیں گے۔ ”**لايزال طائفة من امتى ظاهرين على الحق لا يضرهم من خذلهم**“.

اس سے دو باتیں واضح ہیں کہ امت مسلمہ دین کی حفاظت پر مامور ہے۔ اس میں لفظی ومعنوی کسی طرح کی تحریف کرنے والوں کی شازشیں اور کاوشیں کچھ بھی کام آنے والی نہیں ہیں۔ دوسرے یہ کہ دجل وفریب کرنے والے اچھی یا بری نیت سے اپنی حرکتوں سے باز نہیں آئیں گے، جو داخلی طور پر بھی ہوسکتے ہیں اور خارجی طور پر بھی۔ مشککین ومحرفین دراندازی اور دخل اندازی کرنے کی کوشش کرتے رہیں گے۔ لیکن اس کے لیے ماہرین، مومنین ومحدثین کی جماعت ورجال زندہ وپائندہ رہے گی۔ بقول امام ابوزرعہ رازی۔ **يعيش لها الجهابذة** .

اس سلسلہ میں یہ کہنا مشکل ہے کہ باہر سے جو سازشیں اور شک وریب کی آندھی کتاب وسنت اور دین وایمان کے خلاف چلیں گی وہ زیادہ خطرناک و زہرناک ثابت ہوں گی یا اندر کے مار آستین ومنافقین اور سفہاء واحمقین زیادہ

نقصاندہ ہوں گے اور مقابلہ کن کا زیادہ سخت ہوگا؟ مدینہ کے منافقین کا اندرونی حملہ بڑا کاری ضرب لگاتا تھا مگر مشرکین کا لاؤلشکر بھی کم ظلم نہیں ڈھاتا تھا۔ یحرفون الکلم عن مواضعہ والا کام دونوں ہی کرتے تھے اور مومنین صادقین کی گھات میں دونوں ہی رہتے تھے وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْأَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ ''اور کچھ تمہارے گرد وپیش والوں میں اور کچھ مدینے والوں میں ایسے منافق ہیں کہ نفاق پر اڑے ہوئے ہیں، آپ ان کو نہیں جانتے، ان کو ہم جانتے ہیں۔'' (التوبۃ:۱۰۱)۔ وَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ اِنَّهُمْ لَمِنْكُمْ وَمَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ يَّفْرَقُوْنَ ''یہ اللہ کی قسم کھا کھا کر کہتے ہیں کہ یہ تمہاری جماعت کے لوگ ہیں، حالانکہ وہ دراصل تمہارے نہیں بات صرف اتنی ہے کہ یہ ڈرپوک لوگ ہیں۔'' (التوبۃ:۵۶)۔ وغیرہ آیات جہاں ان کی خبث وخیانت باطن اور زہر ہلاہل کو درشاتی ہیں اور مومنین کے قلعوں میں سیندھ لگاتی اور ان کو ستاتا ہے وہیں اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا ''جبکہ (دشمن) تمہارے پاس اوپر اور نیچے سے چڑھ آئے اور جب کہ آنکھیں پتھرا گئیں اور کلیجے منہ کو آ گئے اور تم اللہ تعالیٰ کے نسبت طرح طرح کے گمان کرنے لگے۔ یہیں مومن آزمائے گئے اور پوری طرح وہ جھنجھوڑ دیئے گئے۔'' (الاحزاب:۱۰-۱۱)۔ یہ سب واقعات و حادثات دوراول میں واقع ہوکر ایک مومن صادق کو جینے کا سلیقہ سکھاتے ہیں، دین وایمان کی حفاظت کے گر بتاتے ہیں اور کفر ونفاق کی حقیقت کو بھی اجاگر کرتے ہیں۔ خواہ وہ کافر ہوں یا منافق لیکن وَلَا يَحِيْقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ ''اور بری تدبیروں کا وبال ان تدبیر والوں پر ہی پڑتا ہے۔'' (الفاطر:۴۳) فَلَا يَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ ''سو اللہ کی پکڑ سے بجز ان کے جن کی شامت ہی آ گئی ہو اور کوئی بے فکر نہیں ہوتا۔'' (الاعراف:۹۹)

موجودہ دور میں اور اس دنیائے فانی میں قوت ایمانی ہی ان ہردومحاذوں پر جو کسی وجہ سے یا بوجوہ زیادہ ہیں سرگرم عمل ہوگئے ہیں، پر نظر رکھنا اور اسی قوت ایمانی وساز وسامان زندگانی سے مسلح ہونا ضروری ہوگا۔ کفر یہ یلغار کو روکنے کا بھی اور نفاق کے بیوپار کو ختم کرنے کا بھی۔ کم از کم ان کے مکروحیل، فکروفن اور نفاق وشقاق کو جان اور پہنچان کر اصل مرحلہ ومعاملہ یہی ہے۔

اسلام، مسلمانوں اور انسانیت کے خلاف جو افکار ونظریات عبر القرون اٹھتے رہے، اصحاب الاھواء، حدثاء الاسنان اور سفہاء الاحلام کے جو فتنے برپا رہے اور ماضی میں یہود کی سازشوں کے صلے میں انبیاء علیہم السلام کے قتل اور انسانیت کی ہلاکت کا جو سامان بہم پہنچایا جاتا رہا وہ سب بھی امت مسلمہ محمدیہ میں دہرایا جاتا رہے گا۔ علما وصلحا جو وارثین انبیا ہیں وہ محفوظ نہیں رہیں گے، قتل کیے جاتے رہیں گے، انسانیت بھینٹ چڑھائی جاتی رہے گی، نصوص میں تاویل وتحریف کا سلسلہ جاری رہے گا اور اس کی ایسی تاویل وتوجیہ کی جاتی رہے گی کہ فقہاء عصر ومصر کیا علمائے راسخین فی العلم اور کیا جبرئیل امین، سبھی دنگ رہ جائیں گے۔ اگر وہ ان تاویلات فاسدہ اور اغلاط کاسدہ اور قیاسات فارقہ کو سن پائیں تو سر پیٹ کر رہ جائیں۔ خوارج مسلم ممالک، ان کے جوامع و جامعات، ان کے مراکز وہیئات سب کو بیخ وبنیست ونابود کر کے فاتح کہلائیں گے، دشمن کے ہاتھ بازیچہ اطفال بنے ہیرو کہلائیں گے، اعتزال وتجہم عروج پر ہوگا، قدریہ وجبریہ اپنے شباب پر ہوں گے، مشبہہ ومعطلہ کی چاندی ہوگی۔ غرضیکہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا فہم وسلوک اور تعامل وتراز وکافی نہ ہوگا۔ دوراول اور قرون مفضلہ کی حیثیت ومعنویت کو پس پشت ڈال کر بعد کے ادوار میں جنم لینے والے عقائد وافکار اور فرق وجماعات کی طرف انتساب اور ان کا نصاب حرز جان ہوگا اور وہی اصل اصول قرار پائیں گے۔ صدیق وفاروق اور غنی ومرتضی رضی اللہ عنہم کے بجائے یہی لوگ نمونہ ومعیار قرار پائیں گے اور انہی کی روش بھائے گی اور گھر گھر پہنچائی جائے گی اور دہائی اسلام اور مسلمانوں کی دی جائے گی۔ شرک وبدعت اور اوھام وخرافات کی کتنی ہی تیز وتند آندھیاں چل رہی ہوں کوئی غم نہیں، نہ انکار منکر کے لیے کوئی مصلح وامام کھڑا ہوتا ہے، نہ اس کا نام لیتا ہے۔ مگر کوئی دین کی بات کرتا ہے، کتاب وسنت کی دلیلیں ڈھونڈتا ہے اور اسے عمل واجتہاد صحابہ بتاتا ہے تو سب اصحاب الاھواء اس کے پیچھے پڑ جاتے ہیں، اس کو نشانہ بناتے ہیں اور اپنی تمام ترکتازیوں کا سزاوار اور میدان کارا سی کو گردانتے نہیں تھکتے۔

اس سلسلہ کا سب سے افسوسناک پہلو یہ ہے کہ انہوں نے دنیاوی زندگی

کو ہی سب کچھ سمجھ رکھا ہے۔ قضاوقدر پر ایمان ویقین کو بالائے طاق رکھ کر ان کتاب وسنت کے علمبرداروں اور سلف صالحین اور صحابہ وتابعین کے فہم کتاب وسنت کے اپنانے والوں کوزک اور نقصان پہنچانے میں اپنی طاقت، زورقلم اور گلے کا سارا زورصرف کرر کھا ہے۔ ان کو ذرہ برابر بھی خوف الٰہی چھو کر نہیں گیا ہے۔ وہ ان پر ایسے ایسے الزام دھرتے ہیں اور ان کیخلاف ایسی ایسی سازشیں کرتے اور چالیں چلتے ہیں کہ وہ ان مکروحیل سے ہی اہل حق کو مٹادیں گے۔ جھوٹ کا ایسا طومار باندھتے ہیں، اتنے وثوق سے جھوٹ کے پٹارے کھولتے ہیں کہ خوب واہ واہی بٹورتے ہیں، اپنے مسلکی تعصب میں انتہا کو پہنچنے کا ثبوت اپنے فقہی مرکز کی شوری میں گلے پھاڑ پھاڑ کر دیتے ہیں، تاکہ باور کراسکیں کہ کتاب وسنت کے ماننے والوں کی عداوت میں ہم آپ سے کم نہیں ہیں۔ ایک مسلکی اعتدال سے منسوب ادارہ سے فارغ ہونے اور مدینہ منورہ میں وہابیوں کے جامعہ سے فیض یاب ہونے کی وجہ سے مسلکی تعصب کا نشہ ہرگز کم نہیں ہوا ہے۔ بلکہ کفارہ کے طور پر اور ’’جہاں دیدہ بسیار گوید دروغ‘‘ کے تحت تعصب ونفرت دوآتشہ ہوگیا ہے۔ اس سلسلہ میں وہ باؤلا ہو چکا ہے اور اہل حق اور کتاب وسنت کے حقیقی علمبرداروں کی مخالفت میں اس قدر حد سے تجاوز کررہا ہے، حتی کہ شیخ الکل فی الکل، محدث العصر، شیخ العرب والعجم، اللہ کے ولی، ملک وملت کے مجاہد اور انسانیت کے محسن عظیم سید نذیر حسین محدث دہلویؒ جن کی نظیر قرون متاخرہ میں نشر وکتاب وسنت اور احیاء تعلیمات نبوی کے حوالے سے ملنی مشکل ہے کو بھی جناب احمد رضا خاں مرحوم کے ساتھ انگریز کا ایجنٹ اور اسلام اور مسلمان اور ملک وملت کا غدار ثابت کرنے کے شوشے چھوڑ رہا ہے۔ اور ایک شرذمہ قلیلہ سے وہیں واہ واہی بٹور رہا ہے۔ جبکہ دیگر حضرات ان ہفوات اور سطحیات وشطحات پر شرمندہ بھی نظر آرہے ہیں کہ علم وفضل کے اس مدعی اور ملت کے غم میں مگرمچھ کے آنسو بہانے والے، حالات کا رونا رو کر اتحاد واتفاق کی دہائی دیتے رہنے والے اور غلو ومبالغہ میں حد سے تجاوز کرنے والے کو شرم نہیں آتی۔ حد تو یہ ہے کہ اس گپ میں وہ اس حد تک بڑھ جاتا ہے کہ شرافت سر پیٹ کر رہ جاتی ہے۔ بے حیائی بھی اس ڈھٹائی پر ماتم کناں نظر آتی ہے، اور جب وہ الزام دھرتے ہیں کہ وہ علماء دیوبند کے خلاف سعودیہ کی جالیات میں بیٹھ کر گندی اور بھدی گالی دینے والوں اور الزام دھرنے والوں کا فسانہ گڑھ کر ظلم کی حد پار کرتے ہوئے، عوام کو ورغلاتے ہوئے اور موقر شوری کے سامنے اپنے اس دروغ کو موثر باور کراتے ہوئے دہلی کی تنظیم اہل حدیث کی طرف سے اسے شائع کرنے کا بہتان تراشتا نظر آتا ہے۔

آہ! آخر اس فتنہ پروری کا حاصل کیا ہے۔ مولانائے مکرم! یہ دنیا چندروزہ ہے۔ پھر اللہ جل شانہ کی شان عظمت نشان کے سامنے جانا ہے، یہاں مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ ’’انسان منہ سے کوئی لفظ نکال نہیں پاتا مگر یہ کہ اس کے پاس نگہبان تیار ہے۔‘‘ (ق:۱۸) کا پاس ولحاظ نہیں تو وہاں کے لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰهَا ’’یہ کیسی کتاب ہے جس نے کوئی چھوٹا بڑا بغیر گھیرے باقی ہی نہیں چھوڑا‘‘ (الکہف:۴۹) اور وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ’’اور جس نے ذرہ برابر برائی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا۔‘‘ (الزلزلہ:۸) کا منظر مت بھلایئے۔ جلد ہی کٹھن اور مشکل سوالات وحالات سامنے کھڑے ہوں گے اور فَاعْتَرَفُوْا بِذَنْبِهِمْ ’’اور انھوں نے اپنے گناہ کا اقرار کرلیا‘‘ (الملک:۱۱) کو بھی آج ہی کچھ خاطر میں لایئے تاکہ مقربین، توابین اور منیبین میں جگہ پائیں اور رب کریم اور غفور ورحیم کی بے انتہا رضا وخوشنودی کو پالیں۔ ورنہ ہزاروں ندامتوں اور اعتراف ذنوب وسیئات بحضور رب کائنات وبحضوری ومشاہدات خلائق وعباد اولین وآخرین فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ’’اب یہ دوزخی دفع ہوں۔‘‘ (الملک:۱۱) کی پکار ودھتکار کے علاوہ جواب نہ ہوگا۔ تنظیم اہل حدیث، دہلی اور ہند میں صرف ایک مرکزی جمعیت اہل حدیث کے نام سے جانی جاتی ہے اور وہ اس طرح کے مزعومات والزامات سے بری بھی ہے اور مذمت کناں بھی۔ اس لئے اس الزام سے توبہ کیجئے۔ جمعیت اس سطح پر کبھی نہیں اترتی۔ مولانا کو چاہیے کہ اپنا قبلہ درست فرمائیں۔ آپ کے والد گرامی رحمہ اللہ نے خمینی صاحب اور ایران کے سلسلے میں جو نگارشات ورثہ میں چھوڑی ہیں اس سلسلے میں بھی تحویل قبلہ سے پرہیز کریں۔ والد گرامی کے ساتھ بر وسلوک بھی ہوگا اور ملت پر احسان بھی ہوگا۔

اللہ جل جلالہ امت مسلمہ کو جسد واحد بننے کی توفیق ارزانی عطا فرمائے، ملک وملت اور انسانیت کے درد کا مداوا کرنے والا بنائے اور عمل صالح اور جذبۂ خیر خواہی سے سرشار فرمائے۔ آمین

☆☆☆

توحید ربوبیت کی اہمیت اور اس کے تقاضے

عبید اللہ الباقی اسلم

اولا: توحید ربوبیت کی اہمیت: اللہ تعالیٰ کی خصوصیات میں سے ایک بڑی خصوصیت اس کی ربوبیت ہے اور اس ربوبیت الٰہی کی معرفت انسانوں کی اصل خلقت میں اس طرح مرکوز ہوا کرتی ہے کہ وہ خارجی مؤثرات سے متاثر نہیں ہوسکتی ہے، ہاں البتہ اللہ تعالیٰ کی طرف قصد وطلب کے ساتھ متوجہ ہونے میں انسان منحرف ہوسکتا ہے، اور اس کے لئے کبھی ماحول اور کبھی شیاطین کارفرما ہوتے ہیں۔

توحید ربوبیت کی اہمیت کا اندازہ درج ذیل امور سے لگایا جاسکتا ہے:

۱۔ ہر انسان فطری طور پر اپنے رب کا محتاج ہوا کرتا ہے، وہ کسی بھی پل اس سے بے نیاز نہیں ہوسکتا ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: یَآاَیُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَی اللّٰهِ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ (سورہ فاطرہ:۱۵) ''اے لوگو! تم اللہ کے محتاج ہو، اور اللہ بے نیاز اور بڑی خوبیوں والا ہے۔''

حقیقت یہ ہے کہ ہر انسان کھانے پینے سے کہیں زیادہ اپنے رب کا محتاج ہوا کرتا ہے'' (الوابل الصیب لابن القیم، ص:۵۶)

۲۔ اللہ تعالیٰ ہی ہدایت کا مالک ہے، اور انسان اسی کا سب سے زیادہ ضرورت مند ہے، لہٰذا اللہ ہی کی طرف رجوع کرنا ضروری ہے: وَمَنْ یَّهْدِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّضِلٍّ (سورہ الزمر:۳۷) ''اور جسے اللہ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ نہیں کرسکتا ہے۔''

۳۔ اللہ تعالیٰ تمام مخلوقات کو وجود میں لانے والا ہے، لہٰذا دنیا میں اللہ کے سوا کوئی اور ذات موجد نہیں ہوسکتی ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَیْرِ شَیْءٍ اَمْ هُمُ الْخٰلِقُوْنَ (سورہ الطّور:۳۶) ''کیا وہ ایسے ہی پیدا ہوگئے یا پھر خود پیدا کرنے والے ہیں۔''

اور جب معاملہ یہ ہے تو پھر انسان ایک لمحہ کے لئے بھی اللہ سے مستغنی نہیں ہوسکتا ہے۔ (دیکھیں: تفسیر ابن کثیر: ۷/ ۴۲۷، وبیان تلبیس الجہمیۃ: ۱☆۱۵۶)

۴۔ صرف اللہ تعالیٰ ہی نفع ونقصان کا مالک ہے، لہٰذا کوئی بھی انسان اللہ کو چھوڑ کر خود کو نفع نہیں پہنچا سکتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا ہے: قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ (سورہ الاعراف:۱۸۸) ''آپ کہہ دیجئے کہ میں اللہ کی مشیئت کے بغیر خود کو بھی نفع ونقصان نہیں پہنچا سکتا ہوں۔''

۵۔ ہر انسان اس ذات کا محتاج ہے جو بھلائی وبرائی کے درمیان تمیز کرنے میں اس کی رہنمائی کرسکے، اور یہ مقصد صرف اللہ کی ذات ہی سے پورا ہوسکتا ہے (دیکھیں: مجموع الفتاوی لابن تیمیہ:۱۴/ ۲۲۰)

۶۔ جب کسی انسان کو نفع ونقصان کا علم ہو تو وہ ایسی ذات کا محتاج ہوتا ہے جو اسے اس لائق بنادے کہ نفع بخش چیزوں سے وہ فائدہ اٹھاسکے، اور نقصان دہ چیزوں سے خود کو بچاسکے، اور اگر اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی مدد نہ کرے تو اس کا کوئی بھی مددگار نہیں ہے (دیکھیں: مجموع الفتاوی لابن تیمیہ:۱۴/ ۲۲۰)

۷۔ انسان اس بات کا بھی ضرورت مند ہے کہ اس کا رب اس کے دل میں نفع بخش کام کا خیال ڈال دے، ساتھ ہی اسے نیک عمل کی توفیق بھی دے، کیونکہ صرف کسی چیز کا علم کافی نہیں ہے، بلکہ عمل ہی علم کا ثمرہ اور نتیجہ ہوا کرتا ہے، ورنہ عمل کے بغیر علم انسان کے لئے وبال بن جاتا ہے (دیکھیں: منہاج السنہ لابن تیمیہ :۱/ ۲۱) وطریق الہجرتین لابن القیم:۱/ ۱۵۹)

۸۔ جب انسان کو کسی چیز کا علم حاصل ہوجائے، وہ اس پر عمل پیراہ ہو، اور اس کے لئے اسے اپنے رب کی طرف سے توفیق بھی حاصل ہو، لیکن کمال یہ ہے کہ وہ اس پر ثابت قدم رہے، اور توحید ربوبیت کے مقاصد کو بروئے کار لائے بغیر یہ ممکن نہیں ہوسکتا ہے، کیونکہ اللہ کے ہاتھ میں بندوں کے دل ہیں، جنہیں جیسے چاہتا ہے وہ گھوماتا ہے۔ (دیکھیں: مجموع الفتاوی لابن تیمیہ:۲۸/ ۱۴۹، ومدارج السالکین لابن القیم:۳/ ۵۱۱)

مذکورہ سطور سے واضح ہے کہ ربوبیت اللہ تعالیٰ کی عظیم خصوصیت ہے اور جب انسان اس بات کا اقرار کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی اس کا خالق، مالک، رازق، اور مدبر کائنات ہے، وہ یکتا، اکیلا اور تنہا ہے، کوئی بھی اس جیسا نہیں ہے، اور نہ ہی اس کی کسی بھی خصوصیت میں کوئی شریک ہوسکتا ہے۔

تو اس کے دل میں اللہ کی قربت بڑھ جاتی ہے، رب سے تعلق مضبوط ہوجاتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے صحیح چیزوں کی طرف رہنمائی فرماتا ہے، بھلائی کے کاموں کی توفیق دیتا ہے، اس کے لئے مشکلات کو آسان کردیتا ہے، غرض کہ وہ ہر پل اس کا معین ومددگار رہتا ہے۔

اس کے برعکس جب کوئی شخص ربوبیت کو اللہ کا خاصہ تسلیم نہ کرے، اس کے افعال یا صفات میں کسی اور کو شریک مانے تو وہ ہلاکت وبربادی اس کی مقدر بن جاتی ہے، اور ضلالت وگمراہی میں مبتلا ہوجاتا ہے، پھر وہ خائب وخاسر ہی رہتا ہے۔

ثانیا: توحید ربوبیت کے تقاضے

۱۔ یہ اعتقاد رکھا جائے کہ ربوبیت اللہ تعالیٰ کی خصوصیت ہے، جس میں اس کا

کوئی شریک نہیں ہے۔لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ (سورہ الشوریٰ :۱۱)''اس جیسی کوئی چیز نہیں وہ سننے اور دیکھنے والا ہے۔''

وہی خالق حقیقی ہے:اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ (سورہ زمر:۶۲)''اللہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے۔''وہی زمین وآسمان، بلکہ سارے جہاں کا مالک ہے:لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (سورہ الحدید:۶۲)''آسمانوں اورزمین کی بادشاہی اللہ ہی کے لئے ہے۔''

اوروہی ہر چیز میں تدبیر بھی کرنے والا ہے:يدبر الأمر من السماء الى الارض (سورہ السجدہ:۵)''وہ آسمان سے لے کر زمین تک (ہر) کام کی تدبیر کرتا ہے۔'' ربوبیت اللہ کے سوا کسی اور کی خصوصیت نہیں ہوسکتی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ يَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ (سورۃ فاطر:۳)''بھلا اللہ کے سوا کوئی اور بھی خالق ہے؟ جو تمہیں آسمان اور زمین سے رزق دیتا ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، پھر تم کہاں الٹے جارہے ہو؟''

چنانچہ اول شراکت کی مکمل نفی کرتے ہوئے فرمایا کہ: ''کہہ دیجئے کہ اللہ کے سوا ان کو پکارو جنہیں (اپنا حمایتی) سمجھتے ہو، ان کی نہ آسمان میں ذرہ برابر ملکیت ہے، اور نہ زمین میں، اور نہ ان کا ان میں کچھ حصہ ہے، اور نہ ان میں سے اللہ کا کوئی مددگار ہے، اور اس کے یہاں صرف اسی کو سفارش نفع دے گی جسے وہ اجازت دے گا''(سورہ سبا:۲۲۔۲۳)

یہ آیت کریمہ درج ذیل اصولوں پر دلالت کرتی ہے:

۱۔اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو دنیا میں مستقل طور پر ملکیت حاصل نہیں ہے۔

۲۔اللہ عزوجل کی ملکیت میں کسی کو شراکت حاصل نہیں ہے۔

۳۔اللہ تبارک وتعالیٰ کی ملکیت میں اس کا کوئی مددگار نہیں ہے۔

۴۔کوئی بھی مخلوق اس درجے کی نہیں کہ اللہ کے یہاں بغیر اجازت کے شفاعت کرسکے۔

اللہ تعالیٰ نے ان چاروں اصولوں (مستقل ملکیت ، ملکیت میں شراکت ، ملکیت میں مدد، بلا اجازت شفاعت) کی نفی کرکے اس بات کی وضاحت فرمائی ہے کہ ربوبیت اسی کی خصوصیت ہے، جس میں کوئی بھی اور کسی بھی طریقے سے اس کا شریک نہیں ہوسکتا ہے۔

۲۔اللہ عزوجل کی تمام صفات کو ثابت کرنا واجب ہے، نیز اس کا بھی اعتقاد رکھنا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تمام صفات کمال مطلق کے حامل ہیں:وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى (سورہ النحل:۶۰)''اللہ کے لئے تو بہت بلند صفت ہے۔''

افعال ربوبیت اللہ تعالیٰ کی صفات اختیار یہ سے صادر ہوتے ہیں اور تمام صفات الٰہی کامل ہیں لہٰذا اس کے افعال بھی کامل ہیں، جن میں نہ کوئی نقص ہے اور نہ ہی کوئی عیب ہے۔

۳۔اللہ تعالیٰ کو اس کی الوہیت میں ایک ماننا واجب ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ ہی خالق حقیقی ہے، وہی پوری دنیا کا مالک ہے، اور بندوں کے معاملات میں تدبیر بھی وہی کرتا ہے، لہٰذا صرف وہی تمام عبادتوں کا مستحق ہے۔خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوْهُ (سورہ الانعام:۱۰۲)''ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے، تو تم اس کی عبادت کرو۔''

۴۔اس بات پر بھی اعتقاد رکھا جائے کہ اللہ تعالیٰ مخلوقات کو وجود میں لانے سے قبل بھی رب تھا، اب بھی ہے، اور وہی ہر چیز کا رب رہے گا۔وَهُوَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ (سورہ الانعام:۱۶۲)''اور وہ ہر چیز کا رب ہے۔''

صفت ربوبیت اللہ کی ذات کے ساتھ قائم ہے لہٰذا جب وہ چاہتا ہے صفت ربوبیت کے آحاد کو وجود میں لاتا ہے ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا کہ وہ کسی مخلوق کو پیدا کرنے کے بعد صفت خلق سے متصف ہوا ہو، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی چیز کو وجود میں لانا چاہتا ہے تو وہ اسے وجود میں لاتا ہے۔اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْـًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ (سورہ یٰس:۸۲)''وہ جب کبھی کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے اسے اتنا فرمادینا (کافی ہے) کہ ہوجا، وہ اسی وقت ہوجاتی ہے۔''

۵۔اسی طرح اس بات پر بھی اعتقاد رکھا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات کو عدم سے وجود میں لایا ہے وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِيْرًا (سورہ الفرقان:۲)''اور ہر چیز کو اس نے پیدا کرکے ایک مناسب انداز ہ ٹھہرا دیا ہے۔''

کسی چیز کو عدم سے وجود میں لانا دراصل یہی ربوبیت کی اصل بنیاد ہے لہٰذا مخلوقات کو وجود میں لانے سے قبل اگر وہ معدوم نہ ہوتیں تو دنیا کے بارے قدم العام کہنا درست ہوگا، اور اللہ تعالیٰ کے لئے صفت خلق وانشاء کا انکار لازم آئے گا، جو کہ باطل ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:وَقَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ تَكُ شَيْـًٔا (سورہ مریم:۹)''میں نے تمہیں اس سے پہلے پیدا کیا حالانکہ تم کچھ بھی نہ تھے۔''

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:كان الله ولم يكن شئی غیرہ (صحیح البخاری ح:۳۱۹۱)''اللہ تعالیٰ ازل سے ہے، اور اس کے سوا کوئی بھی چیز نہ تھی۔''

خلاصہ کلام: ربوبیت الٰہی پر ایمان رکھنے کا تقاضا یہ ہے کہ اس بات پر اعتقاد رکھا جائے کہ اللہ تعالیٰ خالق حقیقی ہے، اس کے سوا ہر چیز مخلوق ہے، وہ کامل الصفات ہے جس کے اندر کسی طرح کا کوئی بھی عیب ونقص نہیں ہے۔

لہٰذا وہی معبود حقیقی ہے، اور وہی ہر طرح کی عبادتوں کا لائق اور مستحق ہے:قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (سورہ الانعام:۱۶۲)''آپ فرمادیجئے کہ بالیقین میری نماز اور میری ساری عبادت اور میرا جینا اور میرا مرنا یہ سب خالص اللہ ہی کے لئے ہے، جو سارے جہان کا مالک ہے۔''(تفصیلات کے لئے دیکھیں: الربوبیۃ للدکتور محمد بن عبد الرحمٰن الجہنی ص:۶۰۔۶۷)

☆☆☆

مولانا محمد شمس الحق عبدالحق سلفی
نائب ناظم صوبائی جمعیت اہل حدیث جھارکھنڈ

تزکیۂ نفس

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى (سورہ اعلیٰ (۱۴) بیشک فلاح پالی جو پاک ہوگیا۔ یعنی جس نے اپنے نفس کو اخلاق رزیلہ، عادات خبیثہ اور دلوں کو شرک ومعصیت کی آلودگیوں سے پاک کرلیا وہ کامیاب ہوگیا۔

تزکیہ کے لفظی معنی: عربی زبان میں تزکیہ کا لفظ دو اعتبار سے استعمال ہوتا ہے۔ ایک پاکیزگی، صاف صفائی اور طہارت کے اعتبار سے۔ اور دوسرا ترقی، نمو، اور نشو نما کے اعتبار سے اسی سے لفظ زکوٰۃ بھی نکلا ہے۔

لہٰذا تزکیہ نفس سے مراد اپنے نفس کو آلاشوں سے پاک صاف کرنا، نیکی کی نشو ونما کرنا اور اس کو ترقی دینا ہے۔ قرآن وحدیث کی تصریحات کے مطابق تزکیہ کے معنی نفس کو تمام ناپسندیدہ، مکروہ اور قبیح عناصر سے پاک کر کے اللہ کا خوف، نیکی اور تقویٰ جیسے اوصاف حمیدہ سے آراستہ کرنا، اور نفس انسانی میں موجود شر کے فطری غلبہ کو دور کرنا اور اسے گناہوں کی ان آلودگیوں اور آلائشوں سے پاک کرنا جو روحانی نشو ونما میں رکاوٹ کا باعث بنتی ہیں۔ ان تمام بری خواہشات پر غلبہ پالینے کا عمل تزکیہ نفس کہلاتا ہے۔

اللہ رب العالمین نے ہم تمام انسان کو امتحان وآزمائش کے لئے پیدا کیا ہے جیسا کہ اللہ رب العالمین کا ارشاد ہے۔ **الَّذِىْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ** ”جس نے موت اور حیات کو اس لئے پیدا کیا کہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے اچھے کام کون کرتا ہے اور وہ غالب بخشنے والا ہے“ (سورہ ملک۔۲)

یہ امتحان بڑا جامع ہے، ہمہ وقت، ہمہ جہت اور لمحہ لمحہ کا امتحان ہے ہماری زندگی میں ایک بھی لمحہ زندگی ایسی نہیں کہ ہم اس امتحان سے باہر ہے۔

صرف تین قسم کے لوگوں کا امتحان نہیں ہوتا ہے ”**عن عائشة عن النبي ﷺ قال رفع القلم عن ثلاث عن النائم حتى يستيقظ، وعن الصغير حتى يكبر وعن المجنون حتى يعقل أو يفيق** (سنن نسائی: 3432)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: تین اشخاص سے قلم اٹھالیا گیا ہے: سوتے شخص سے حتی کہ وہ جاگ پڑے، نابالغ یہاں تک کہ وہ بالغ ہوجائے اور مجنون و پاگل سے حتی کہ اسے عقل وہوش آجائے۔

یہ تین قسم کے لوگوں کا امتحان نہیں ہوتا ہے۔ اگر ہم ان تین کیفیات کے نہیں ہیں تو ہمارا امتحان ہونا ہے۔ اور یہ جو امتحان ہے بڑا سخت امتحان ہے۔ اس قدر سخت کہ ہماری زبان سے ایک بھی کلمہ نکلتا ہے۔ تو اس پر بھی نگہبان متعین ہے۔ جیسا کہ اللہ کریم فرماتا ہے **مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ** انسان منہ سے کوئی لفظ نکال نہیں پاتا مگر اس کے پاس نگہبان تیار رہے۔ (ق:18)

نبی ﷺ نے فرمایا بعض اوقات انسان کے منھ سے ایسا کلمہ نکلتا ہے جو اللہ کی رضامندی کی وجہ بنتی ہے، اسے وہ کوئی اہمیت نہیں دیتا ہے۔ مگر اسی کی وجہ سے اللہ اس کے درجے بلند کردیتا ہے۔ اور ایک دوسرا بندہ ایک ایسا کلمہ زبان سے نکالتا ہے جو اللہ کی نارضگی کا باعث ہوتا ہے، اسے وہ کوئی اہمیت نہیں دیتا لیکن اس کی وجہ سے وہ جہنم میں چلا جاتا ہے۔ (صحیح بخاری: 6478)

لیکن اس امتحان کے اندر صرف ظاہری اعمال شامل نہیں ہیں۔ بلکہ باطنی اعمال کا بھی دخل ہے۔ انسان کی جو باطنی کیفیات ہیں یعنی دل ہے، دماغ ہے اور نفس ہے قرآن نے جس دل کو نفس کہا ہے وہ باطنی کیفیت ہے، اور جو باطنی کیفیت اور ظاہری اعمال ہیں ان دونوں کا جو کمبینیشن ہے اس کا امتحان ہو رہا ہوتا ہے۔ اللہ ایسا نہیں ہے کہ وہ صرف ظاہری اعمال کو دیکھتا ہے اور شکل وصورت کو دیکھتا ہے بلکہ اللہ رب العالمین باطن کی کیفیت کو بھی دیکھتا ہے۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ ”**وإنما الأعمال بالنيات وإنما لكل إمرء مانوىٰ فمن كانت هجرته إلى دنيا يصيبها أو إمرأة ينكحها فهجرته إلى ما هاجر إليه**“ تمام اعمال کا دار مدار نیت پر ہے اور عمل کا نتیجہ ہر انسان کو اس کی نیت کے مطابق ہی ملے گا۔ پس جس کی ہجرت (ترک وطن) دولت دنیا حاصل کرنے کے لئے ہو یا کسی عورت سے شادی کی غرض ہو پس اس کی ہجرت ان ہی چیزوں کے لئے ہوگی جن کے حاصل کرنے کی نیت سے اس نے ہجرت کی ہے۔ (صحیح بخاری: ۱)

کسی بھی ظاہری عمل کو خالص دل کے ساتھ محض رضائے الٰہی کے لئے کریں کوئی غرض فاسد ہرگز درمیان میں نہ ہو، ورنہ یہ نیک عمل بھی اجر وثواب کے لحاظ سے انکے لئے مفید عمل نہ ہوسکے گا۔ یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ ظاہری عمل بھی عمل ہے، لیکن اس عمل کی اصل اہمیت باطن کی اصل کیفیت پر موقوف ہے۔ ظاہری طور پر ایک آدمی وہی عمل کر رہا ہے جو ساری دنیا کر رہی ہے، صرف نیت کا فرق ہے تو نتیجہ فرق ہے۔ اس کے نتیجے میں ایک کو کامیابی ملے گی اور ایک کو ناکامی مل سکتی ہے، بظاہر عمل ایک جیسا ہے۔ نبی ﷺ نے اس کی وضاحت فرمائی ”وإنما لكل امرء مانوی“ ہر شخص کو وہی چیز ملے گی جس کی اس نے نیت کی، جس نیت کے ساتھ اس نے عمل سرانجام دیا ہے وہ ملے گی۔ آگے کے جملہ میں آپ ﷺ نے اور ایک وضاحت فرمائی چونکہ موقع تھا ہجرت کا، اور ہجرت اتنا بڑا کار ثواب ہے کہ ” الهجرة تهدم ماكان قبلها“ ہجرت ماقبل کے سارے گناہوں کو معاف کر دیتی ہے، لیکن نیت کا فرق ہو تو

نتیجہ ضرور فرق ہوگا جیسا کہ حدیث ''انما الاعمال بالنیات'' کے شان ورود سے ظاہر ہوتا ہے۔ایک شخص نے ایک عورت ام قیس نامی کو نکاح کا پیغام دیا تھا۔اس نے جواب میں خبر دی کہ آپ ہجرت کر کے مدینہ آجائیں تو شادی ہو سکتی ہے۔چنانچہ وہ شخص اسی غرض سے ہجرت کر کے مدینہ پہنچا۔چونکہ شخص مذکور نے بظاہر ہجرت کا عمل کیا لیکن اس کا مقصد اور کوئی تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا ''جس نے دل میں یہ کیفیت رکھی ہوگی کہ میں نے ہجرت کی اللہ اور رسول کی محبت واطاعت کے لئے تو اس کی ہجرت اللہ اور رسول کی طرف ہوگی،اور جس نے ہجرت کی ، ملک چھوڑا، ترک وطن کیا لیکن اس کا مقصد دنیا حاصل کرنا ہے یا کسی عورت سے نکاح کرنا ہے۔بظاہر ہجرت تو پوری ہوئی لیکن باطنی طور پر اس کی جو کیفیت تھی اس کے مطابق فیصلہ کیا جائیگا ''إن الله لا ينظر إلى أجسامكم ولا إلى صوركم ولكن ينظر إلى قلوبكم وأشار بأصابعه إلى صدره '' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہارے جسموں کو دیکھتا ہے نہ تمہاری صورتوں کو لیکن وہ تمہارے دلوں کی طرف دیکھتا ہے۔اور آپ نے اپنی انگلیوں سے اپنے سینے کی طرف اشارہ کیا۔(صحیح مسلم: 6542) اور ایک روایت میں ہے۔''ولكن ينظر إلى قلوبكم وأعمالكم''

باطنی کیفیت:۔ بہت ساری اصطلاحات ہیں۔دل ہے،نفس ہے، دماغ ہے، روح ہے،لوگوں نے اس پر بہت ساری بحث کی ہے، دل اصل ہے یا دماغ ،سوچ آرزوؤں اور تمناؤں کا مرکز دل ہے یا دماغ۔ باحثین کی بحثوں سے قطع نظر قرآن واحادیث نے سوچ وفکر کا مرکز دل کو قرار دیا ہے۔آنکھیں اندھی نہیں ہوتی لیکن دل اندھا ہوتا ہے۔فَإِنَّهَا لَا تَعْمَى الْأَبْصَارُ وَلَكِنْ تَعْمَى الْقُلُوبُ الَّتِي فِي الصُّدُورِ (الحج:46)صرف آنکھیں ہی اندھی نہیں ہوتیں بلکہ دل اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں میں ہیں۔

آیت کریمہ میں عمل وعقل کا تعلق دل کی طرف کیا گیا ہے۔جس میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ عقل کا محل دل ہے۔دل ایک آرگن (Organ) ہے۔جو سینے میں ہے اور وہ دھڑکتا ہے۔دل کو نبی ﷺ نے بھی مرکز قرار دیا ہے۔''الا وإن في الجسد مضغة إذا صلحت صلح الجسد كله، وإذا فسدت فسد الجسد كله ألا وهي القلب '' خبر دار ہو جاؤ! بدن میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے جب وہ درست ہوگا۔سارا بدن درست ہوگا اور جہاں بگڑا سارا بدن بگڑ گیا۔سن لو وہ ٹکڑا آدمی کا دل ہے۔(صحیح بخاری:52)

علامہ قسطلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی بنا پر ہمارا مذہب یہی ہے کہ قلب ہی عقل کا مقام ہے۔2005ء کے بعد سائنسدانوں نے بھی یہ عندیہ دینا شروع کر دیا ہے کہ سوچوں کا مرکز دماغ نہیں بلکہ دل ہے۔

اس کا مطلب ہے کہ پورے جسم یعنی ظاہری زندگی جس کو گذار رہے ہیں اس کے سارے اعمال کا انحصار باطنی کیفیت پر ہے،یعنی دل پر ہے۔دل میں کیا ہوتا ہے؟ دل میں سوچیں بھی ہوتی ہیں، آرزوئیں بھی تمنائیں بھی اور منصوبے بھی ہوتے ہیں، اور ہم نے سوچ رکھا ہے کہ جو دل میں ہوتا وہ لوگوں کو نظر نہیں آتا ہے اور دل میں جو آتا ہے وہ خیال ہی آتا ہے اس لئے اس کی تو پکڑ نہیں ہے۔نبی ﷺ نے فرمایا ''ان الله تجاوز لأمتي ما حدثت به انفسها مالم يتكلموا او يعملوا'' یقیناً اللہ تعالیٰ نے میری امت کی ان باتوں سے درگذر فرمایا ہے جو (دل میں) اپنے آپ سے کریں جب تک وہ ان کو زبان پر نہ لائیں یا ان پر عمل نہ کریں۔(صحیح مسلم:331) نیز اللہ رب العالمین کا ارشاد ہے ''لا يكلف الله نفسا إلا وسعها'' اللہ تعالیٰ کسی نفس پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا۔

ہم نبی کریم ﷺ کے فرمان اور اللہ رب العالمین کے ارشاد کے ظاہری مطلب سے اور آزاد ہو گئے کہ جو سوچنا چاہیں سوچیں اور تفکر کا عمل جو مرضی کریں۔دل کے اندر جتنی آلودگی پڑی رہیں رہے، آپ کا خیال ہے کہ جب تک اس پر عمل نہ کیا جائے اس کا محاسبہ نہیں، ایسا نہیں۔ اللہ رب العالمین نے قرآن کریم میں دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا یقیناً کان اور آنکھ اور دل ان سب (جوارح) سے ضرور باز پرس ہوگی (سورہ اسراء: 36) یعنی کانوں سے جن باتوں کو سنا ہے اور آنکھوں سے جن کو دیکھا ہے اور دل میں جن باتوں کی تمنا کی ہے قیامت کے دن ہر ایک شخص سے ان کے متعلق باز پرس ہوگی۔دوسری جگہ اللہ رب العالمین نے فرمایا وَإِنْ تُبْدُوا مَا فِي أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللَّهُ تمہارے دلوں میں جو کچھ ہے اسے تم ظاہر کرو یا چھپاؤ اللہ تعالیٰ اس کا حساب تم سے لے گا۔ پھر جسے چاہے بخشے اور جسے چاہے سزا دے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔(بقرہ:384)

اللہ رب العالمین کے دونوں قول اور نبی ﷺ کے قول کے درمیان تطبیق کی صورت یہ ہے کہ جو باتیں یا سوچ غیر ارادی طور پر آجائیں اور جن کو انسان اپنی زبانوں پر نہ لائے تو اس پر مواخذہ نہیں، وہ معاف ہے ''لايكلف الله نفسا إلا وسعها'' لیکن دل کے ارادوں کی ایک نوعیت یہ بھی ہے جو سوچ وتفکر کا عمل ہے۔انسان سوچتا ہے، تفکرات کے میدان میں غوطہ زن ہوتا ہے اور سوچوں کو پالتا پروان چڑھاتا ہے اور مزہ لیتا ہے یہ جو ارادی طور پر سوچتا ہے اور مزہ لیتا ہے تو اس پر اللہ تعالیٰ قیامت کے دن محاسبہ کرے گا اسی کے متعلق اللہ نے فرمایا:''يحاسبكم به الله'' لہٰذا انسان کو ان دلی خیالات وتفکرات پر لگام لگانا چاہئے اور انسان کے لئے اپنے نفس کو روکے رکھنا اور اس کو کنٹرول کرنا آسان ہے۔اگر اس کو نتیجہ معلوم ہو جیسا کہ اللہ کریم نے ارشاد فرمایا: وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَى فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَى ہاں جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرتا رہا ہوگا اور اپنے نفس کو خواہش سے روکا ہوگا تو اس کا ٹھکانا جنت ہی ہے۔(نازعات:40)

یعنی نفس کو ان معاصی اور محارم کے ارتکاب سے روکتا رہا ہو جن کی طرف نفس کا میلان ہوتا تھا۔

لہٰذا انسان دل کی تمام آلودگیوں کو نکال دیتا ہے جو دل میں پڑی ہوئی ہوتی ہیں۔ یہ اس لئے کہ یہ امتحان ہے اور اس کا نتیجہ آنے والا ہے۔ دوسرا یہ ہے کہ انسان کا عمل ٹھیک ہو ہی نہیں سکتا جب تک باطنی کیفیت صحیح نہ ہو۔ اسلئے کہ انسان کے ظاہری اعمال کا دارمدار دل کی کیفیت پر موقوف ہے۔ جب اللہ رب العالمین نے دل بنایا تو سارے انسانوں کے دلوں کو صاف اور ایک معیار پر پیدا فرمایا۔ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا اللہ کی وہ فطرت جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے“ (روم :۳۰) نیز نبی ﷺ نے فرمایا ”مامن مولود الا یولد علی الفطرة فأبواه یهوّدانه أو ینصرانه أو یمجسانه“ ہر بچہ فطرت (اسلام) پر پیدا ہوتا ہے، پھر اس کے ماں باپ اسے یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔ (صحیح بخاری:۱۳۵۸)

لیکن انسان دنیا میں آکر اسے آلودہ کرتا ہے، پھر اس میں وہی انسان کامیاب ہوتا ہے جس نے نفس کو آلودگیوں سے پاک رکھا۔ اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کی عظمت وعزت کے پیش نظر اور اس کے خلیفۃ اللہ ہونے کے ناتے دیگر مخلوقات سے برتر ثابت کرنے کے لئے تزکیہ کو اختیار کرنے پر زور دیا ہے۔ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا ”یقیناً فلاح پا گیا وہ جس نے نفس کا تزکیہ کیا“ (الشمس:۹) قرآن حکیم میں اس پر بار بار زور دیا گیا ہے، اللہ رب العالمین نے انبیاء کرام کو بھی تزکیہ کی تلقین کو اپنی تبلیغ کی اساس بنانے کا حکم دیا ہے۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے رب کائنات سے دعا کرتے ہوئے کہا ”رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ اے ہمارے رب! ان میں انہیں میں سے رسول بھیج جو ان کے پاس تیری آیتیں پڑھے، انہیں کتاب وحکمت سکھائے اور انہیں پاک کرے۔ یقیناً تو غلبہ والا اور حکمت والا ہے۔ (البقرۃ:۱۲۹)

یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا تھی نبی ﷺ کی بعثت کے تعلق سے، اسے بھی اللہ تعالیٰ نے قبول فرمایا۔

تزکیہ نفس، تلاوت وتعلیم کتاب اور تعلیم حکمت کے بعد نبی ﷺ کی بعثت کا چوتھا مقصد یہ ہے کہ لوگوں کو شرک وتوہمات کی آلائشوں سے اور اخلاق وکردار کی کوتاہیوں سے پاک کریں۔

محسن انسانیت کی پوری زندگی اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ کس طرح آپ نے اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کی زندگیوں کا تزکیہ کیا۔ دلوں کو آلودگیوں اور آلائشوں سے پاک کیا، رحم وکرم کی صفات سے متصف کیا۔ تزکیہ نفس اتنا اہم ہے کہ اللہ رب العالمین نے جو ذمہ داریاں نبی کریم ﷺ کو دیں ان میں سے ایک ذمہ داری یہ بھی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مسلمانوں کے تزکیہ کے لئے بھیجا۔ اللہ رب العالمین کا ارشاد ہے لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيْهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ یقیناً مسلمانوں پر بڑا احسان ہے کہ ان ہی میں سے ایک رسول ان میں بھیجا جو انہیں اس کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت سکھاتا ہے۔ یقیناً یہ سب اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔ (آل عمران:164)

لوگوں کو گمراہی سے نکالنے کے لئے اور انہیں ہدایت یافتہ بنانے کے لئے اللہ کے نبی ﷺ نے جن کاموں کا اہتمام کیا ان میں ایک اللہ کی آیت کی تلاوت کرنا اور لوگوں تک اس امانت کو پہنچانا تھا۔ اسی طرح سے لوگوں کا تزکیہ نفس کرنا اور انہیں کتاب وحکمت یعنی سنت کی تعلیم دینا تھا۔ اس آیت پر آپ غور کریں کہ اللہ تعالیٰ نے کتاب وحکمت کی تعلیم پر تزکیہ نفس کو مقدم رکھا، اللہ تعالیٰ نے پہلے تزکیہ نفس کو بیان کیا اس کے بعد کتاب وسنت کی تعلیم کو بیان فرمایا، اس سے ایک بات معلوم ہوتی ہے کہ تزکیہ نفس بہت ضروری واہم ہے اگر تزکیہ نفس نہیں ہوگا تو ایک انسان کتاب وسنت کے علم رکھنے کے باوجود بھی نفس کے تابع ہو کر کتاب وسنت کی تحریف کا مرتکب ہوگا۔ جیسا کہ یہ بیماری یہود کے پاس تھی، ان کے پاس دین کا علم تھا، ان کے پاس اللہ تعالیٰ کے احکام بالتفصیل تھے، ساری چیزیں سمجھے لیکن چونکہ وہ لوگ نفس کے غلام تھے اور انہوں نے نفس کا تزکیہ نہیں کیا تھا لہٰذا ان لوگوں سے اللہ رب العالمین کے احکامات کے سلسلے میں یہ کوتاہی ہوئی کہ ایک طرف اللہ تعالیٰ کے حرام چیزوں کو حیلے سے حلال کر لئے، ان کے علماء ورہبان کا بھی یہ حال تھا کہ وہ لوگ اپنی خواہشات کے مطابق شریعت کے احکامات میں ترمیم وتبدیل کر دیتے تھے۔ اور لوگوں کو بھی یہ غلط باتیں بتاتے تھے اور گمراہ کرتے تھے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ انسان کا تزکیہ نفس نہ ہوا ہو تو ممکن ہے کہ علم رکھنے کے باوجود اپنی ذاتی زندگی میں وہ عمل نہ کریں اور اسی طرح دوسروں کو بھی گمراہ کرنے کے لئے اس دین کو ٹھیک ٹھاک اور صحیح انداز میں پہنچانے کے بجائے اپنی خواہشات کے مطابق اس میں تحریف کر کے لوگوں کو پہنچائے، دین میں تحریف ،شریعت میں ترمیم، علم میں بگاڑ، علم کو غلط طریقہ سے، غلط رنگ دے کر پیش کرنا یہ انسان کی خواہشات نفس ہی کا نتیجہ ہے۔ خواہ علم کا فساد ہو یا شریعت کا بگاڑ اس کی اصل وجہ تزکیہ نفس کا نہ ہونا اور انسان کا اپنے نفس کا غلام ہونا ہے۔ لہٰذا آپ بہت سارے لوگوں کو دیکھیں گے کہ وہ دین کا علم رکھتے ہیں۔ بڑے اسکولر محقق ومدقق ہے لیکن ان کی زندگی میں عمل نہیں ہے اس کی وجہ یہی ہے کہ ان کا علم ان کے پاس ہے لیکن انہوں نے اپنے نفس کو علم کا تابع نہیں بنایا، انہوں نے اپنے نفس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئی ہوئی شریعت کا پابند نہیں بنایا، اس کے لئے مجاہدہ لگتا ہے، جب آدمی مجاہدہ کرتا ہے تو دین پر عمل کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ لہٰذا نفس کی تربیت کرنا ضروری ہے اور اسی تربیت کا نام تزکیہ نفس ہے اور تزکیہ نفس زندگی بھر ہے اور انسان اس سے کبھی بھی مستغنی نہیں ہوسکتا ہے۔ تزکیہ نفس سے انسان کو ہدایت مل سکتی ہے اور ہدایت کے مراتب طئے کرتے رہتا ہے۔ اللہ رب العالمین کا ارشاد ہے۔” والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا “ جو ہماری راہ میں مجاہدہ کرتا ہے ہم ان کو اپنی راہوں کی ہدایت دیتے ہیں۔

تزکیہ نفس فرائض میں سے ایک اہم فریضہ ہے۔ اللہ رب العالمین نے نبی کریم ﷺ کو مسلمانوں کے تزکیے کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ اے نبی ﷺ! آپ ان کے اموال میں سے صدقہ لے کر انہیں پاک کرو۔ اوراس سے تزکیہ کرو، اوران کے حق میں دعائے رحمت کرو کیونکہ تمہاری دعا ان کے لئے وجہ تسکین ہوگی۔ اللہ خوب سنتا ہے خوب جانتا ہے۔ (التوبہ:۱۰۳)

خالق کائنات کی کتنی رحمت وشفقت ہے کہ اپنے بندوں کی تطہیر اور تزکیہ کا فریضہ اپنے رسول اللہ ﷺ کو اس وقت بھی سونپا ہے جب انسان ضلالت وگمراہی کی راہ سے نکل کر منزل ہدایت کو پانے کے تمنائی ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم السلام کو جن اہم امور کے لئے بھیجا ان میں سے ایک تزکیہ نفس بھی ہے۔ جیسا کہ نبی ﷺ کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ وہی (اللہ) ہے، جس نے ناخواندہ لوگوں میں ان ہی میں سے ایک رسول بھیجا جو انہیں اس کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور ان کو پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت سکھاتا ہے۔ یقیناً یہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔ (الجمعۃ:۲)

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اکرم ﷺ پر نوع انسانی کی اصلاح کے حوالے جو اہم ذمہ داری ڈالی گئی اس کے چار پہلو ہیں۔ تلاوت آیات، تعلیم کتاب، تعلیم حکمت، تزکیہ انسانی قرآن مجید میں یہی مضمون چار مختلف مقامات پر آیا ہے۔ جن میں ترتیب مختلف ہے، لیکن ذمہ داریاں یہی دہرائی گئی ہیں۔ ان آیات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تلاوت آیات اور تعلیم کتاب وحکمت کا منطقی نتیجہ تزکیہ نفس ہے۔

اللہ رب العزت والجلال نے قرآن کریم میں انسان کو جتنے بھی احکامات وہدایات دیئے ہیں سب کی اساس تزکیہ ہے جو انسانی زندگی کو اس طرح نکھارتی ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ اور نبی ﷺ کی اطاعت کرنے کے قابل ہوجاتے ہیں اور دنیاوی واُخروی فلاح کو پانے کے لئے جدوجہد کرسکتا ہے۔ وَمَنْ تَزَكّٰى فَاِنَّمَا يَتَزَكّٰى لِنَفْسِهٖ اور جو شخص بھی پاک ہوجائے وہ اپنے ہی نفع کے لئے پاک ہوگا۔ (فاطر:۱۸)

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى "یقیناً فلاح پالی جو پاک ہوگیا۔ (الاعلیٰ:۱۴)

تزکیہ نفس کے وسائل کیا ہیں: تزکیہ نفس حاصل کرنے کے وسائل میں سے ایک بڑا وسیلہ دعا ہے کیونکہ اللہ جسے چاہتا ہے اسے تزکیہ نفس حاصل ہوتا ہے۔ اور رب العالمین کا ارشاد ہے وَلَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ مَا زَكٰى مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّیْ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ اگر اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم تم پر نہ ہوتا تو تم میں سے کوئی بھی کبھی بھی پاک صاف نہ ہوتا، لیکن اللہ جسے پاک کرنا چاہے کر دیتا ہے اور اللہ سب سننے والا سب جاننے والا ہے۔ (سورہ نور:۲۱)

اس لئے نبی کریم ﷺ اللہ رب العالمین سے تزکیہ نفس کے لئے دعا کرتے تھے۔ "اللّٰهم آت نفسي تقواها وزكها أنت خير من زكها أنت وليها ومولاها" (صحیح مسلم:۲۷۲۲) اے اللہ میرے دل کو تقویٰ دے، تو ہی اس دل کو سب سے بہتر پاک کرنے والا ہے، تو ہی اس کا رکھوالا ہے اور اس کا مددگار ہے۔ لہذا اللہ رب العالمین سے تقویٰ وتزکیہ نفس کیلئے دعا کرنی چاہئے کیونکہ اصل تزکیہ نفس اللہ کی توفیق کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتا ہے، یہی وجہ ہے کہ ہم نماز کی ہر رکعت میں اللہ سے ہدایت طلب کرتے ہیں اس لئے کہ اللہ کی ہدایت کے بغیر کسی کو ہدایت نہیں مل سکتی ہے۔

دوسرا وسیلہ یہ ہے کہ کسی مربی یا رہبر کا تابع ہونا۔ کسی بھی انسان کے لئے ضروری ہے کہ وہ کسی مربی، یا صالح عالم یا رہبر کا متبع ہو، ایسا عالم دین جو شریعت کو منہج سلف کے مطابق جانتا ہو، اسلام میں پیری مریدی کا تصور نہیں ہے۔ اسلام میں ایک عالم اور ایک متعلم، ایک استاذ اور ایک شاگرد کا تصور ہے۔ جیسا کہ صحابہ کرام نبی ﷺ کی ماتحتی میں ہوتے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم درپیش مسائل کے متعلق نبی ﷺ سے سوال پوچھتے آپ ﷺ رہنمائی فرماتے ذاتی زندگی میں جو مسائل آتے، اپنے اندر جو کمزوریاں دیکھتے تو نبی ﷺ کے پاس آکر اس کے متعلق رہبری حاصل کرتے آپ ان کو نصیحت کرتے اور اصلاح کرنے کی کوشش کرتے۔ اسی طرح سماج میں جو اہل علم ہوتے ہیں، قرآن وسنت کو اچھے طریقے سے جانتے ہیں، نفسوں کے عیوب وخرابی کو بھی پہچانتے ہیں ان سے رہنمائی حاصل کرنا بھی تزکیہ نفس کا ایک اہم وسیلہ ہے۔

جیسا کہ اللہ رب العالمین نے خود نبی کریم ﷺ کے متعلق فرمایا لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيْهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ بے شک مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے کہ ان ہی میں سے ایک رسول ان میں بھیجا، جو انہیں اس کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے۔ اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت سکھاتا ہے۔ یقیناً یہ سب اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔ (آل عمران:۱۶۲) اس آیت کریمہ میں اللہ رب العالمین نے یزکیھم میں تزکیہ کا فاعل نبی ﷺ کو قرار دیا ہے، آپ ﷺ صحابہ کرام کا تزکیہ کیا کرتے تھے اور یہ مسئلہ معلوم ہے کہ علماء کرام انبیاء کرام کے وارث ہیں **العلماء ورثه الانبياء**، اس اعتبار سے جتنے بھی علماء حق ہیں ان کی ماتحتی اختیار کرنا ضروری ہے۔ نفس آزادی کو چاہتا ہے، خواہشات کا اتباع کرتا ہے وہ کسی کے زیرنگرانی اور پابندی میں رہنا نہیں چاہتا ہے لہذا انسان کے پاس علم ہونے کے باوجود بھی اس علم سے فرار اختیار کرتا ہے جب نفس تقاضا کرتا ہے، اس کی سوچ بگڑ جاتی ہے۔ نفس اس کو خوشنما کر کے دکھاتا ہے اور تاویلات کے ذریعہ اپنے غلط کو بھی صحیح سمجھنے لگتا ہے، لیکن اگر وہ کسی ربانی عالم کا اتباع کرے اور اس سے پوچھ کر عمل کرے اور اس کا تابع ہو اور اس کے منع کردہ چیزوں سے باز رہے علم ودلیل کی روشنی میں۔ تو ایسا انسان کسی باہر کے اہل علم کے اتباع کی وجہ سے اس کے لئے مجاہدہ کا دروازہ کھل جاتا ہے اور وہ آدمی اپنے نفس سے مجاہدہ کرتا ہے اور نفس سے مجاہدہ کو تزکیہ نفس کہا جاتا ہے۔

(بقیہ صفحہ ۱۸ پر)

بچوں کی پرورش سے متعلق چند اہم نکات

مولانا عبدالمنان شکراوی، دہلی

بچے مستقبل میں قوم کے معمار ہوتے ہیں اگر انہیں صحیح دینی واخلاقی تربیت دی گئی تو سمجھیے ایک اچھے اور مضبوط معاشرے کی صحیح بنیاد ڈال دی گئی ہے۔ بچوں کی اچھی تربیت سے ایک مثالی معاشرہ وجود میں آتا ہے کیونکہ ایک اچھا پودا ہی مستقبل میں تناور درخت بن سکتا ہے۔ بچوں کی پرورش وپرداخت والدین کی اہم ذمہ داریوں میں سے ہے اور مال واولاد دنیاوی زینت اور خوشگوار زندگی گزارنے کے وسائل واسباب میں سے ہیں۔ فرمان باری تعالیٰ ہے: المال والبنون زينة الحياة الدنيا. (مال واولاد تو دنیا کی زینت ہے۔) اب اگر یہ زینت، خیر خواہی، صحیح سلامت تربیت اور مثبت وپاکیزہ نتائج پر قائم ہو تو کس قدر عظیم زینت ہوجاتی ہے۔ فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم: كلكم راع وكلكم مسؤول عن رعيته (تم میں سے ہر شخص نگہبان ہے اور ہر ایک سے اس کے ماتحتوں کے بارے میں پوچھ گچھ ہوگی۔) کی روشنی میں بچوں کی تعلیم وتربیت ہر ماں باپ یا سرپرست کی ذمہ داری ہے جس کے بارے میں وہ عنداللہ جواب دہ ہے۔

ہم میں سے بعض لوگ چھوٹے بچوں کو معمولی سمجھتے ہیں اور ان کی حیثیت کو کم آنکتے ہیں جو کہ ایک غلط رویہ اور کمزور فکر ہے۔ درحقیقت بچپن بنیاد ڈالنے کا مرحلہ ہے اور اس مرحلہ میں اس کے مناسب حال سوچ اور پروگرام مرتب کیا جانا پھر اس پر سنجیدگی سے عمل پیرا ہونا بے حد ضروری ہے۔

چھوٹے بچوں کی تربیت سے متعلق کچھ نکات وافکار پیش خدمت ہیں جن کے مطابق بچوں کی تربیت ونشو ونما ہوگی تو اس کے ان کی زندگی پر اچھے اثرات مرتب ہوں گے اور ان کا وجود آپ کے لیے اخروی نجات کا ذریعہ ہوگا۔

پہلا نکتہ: ایمانی میدان میں بچے سرمایہ کاری کا زبردست موقع ہیں یعنی ان کو اچھا انسان بنانے اور ان کے روشن مستقبل کے لیے جتنا بھی آپ خرچ کریں گے وہ آپ کے لیے ذخیرۂ آخرت ہوگا۔ ان کا عقیدہ جتنا زیادہ خالص اور صاف ستھرا ہوگا، ان کے اندر عبادات کا شوق پیدا کیا جائے گا اور ایک اچھے انسان کی عادات واطوار کی تخم ریزی کی جائے گی اتنا ہی زیادہ وہ آپ کے لیے آخرت میں سودمند ہوں گے۔ آپ یہاں ان پر محنت کریں گے، وہاں اس کا پھل ملے گا۔ یاد رکھیے جب ہم ان کے اندر بعض معمولی معمولی عبادتی اعمال واقوال کی بنیاد ڈالتے ہیں تو وہ انہیں عمر بھر یاد رہتے ہیں اور ان کے ذہن ودماغ میں پیوست ہوجاتے ہیں۔ اور بسا اوقات ان کی اولاد، پوتے پوتیوں، نواسے نواسیوں میں منتقل ہوتے رہتے ہیں جو کہ اس کے لیے صدقہ جاریہ بن جاتے ہیں۔ دانشور اور ہائی سوسائٹی کے ماں باپ کے اندر تربیت کے سلسلے میں اس طرح کی سوچ نہیں ہوتی اور یہ موقع ضائع ہوجاتا ہے جو کہ بلاشبہ بہت بڑا خسارہ ہے۔

دوسرا نکتہ: بچوں کی صحیح تربیت کے لیے معیار سے نیچے اتر کر خود کو بچوں کے برابر کرنا پڑتا ہے۔ اس سلسلے میں کسی قسم کی اکتاہٹ سے بچنا بہت ضروری ہے تاکہ وہ بات کو اچھی طرح سمجھ سکیں اور انہیں موافق ماحول کا احساس ہو۔ اس مدت میں جو انہیں سکھایا جائے گا یا بتایا جائے گا نقش کالحجر ہوجائے گا۔ لہٰذا مربی حضرات سے گزارش ہے کہ وہ اپنے لیول سے نیچے اتریں اور اپنی اولاد کے سلسلے میں صبر وتحمل سے کام لیں تاکہ منہ مانگا انعام ملے اور مقصد زندگی حاصل ہو۔ ان سے ان کے مناسب اسلوب وانداز میں گفتگو کریں اور بات سمجھانے میں جلد بازی سے کام نہ لیں کیونکہ بچوں کو سمجھانے کے لیے الگ الگ انداز اختیار کرنا پڑتا ہے تب جاکر کوئی بات آپ ان کے ذہن ودماغ میں ڈال پاتے ہیں۔

تیسرا نکتہ: پرائمری مرحلہ اور مڈل کے بچوں کے اساتذہ واستانیوں سے یہ کہنا ہے کہ چھوٹے بچوں کے لیے ان کا وجود لائق تہنیت وتبریک ہے کیونکہ وہ ہر دن ایک نیا پودا لگاتے ہیں اور اسے لگا کر بھول جاتے ہیں جبکہ وہ اس بچے کے ذہن ودماغ میں برابر تروتازہ رہتا ہے۔ وہ اسے ذہن میں رکھتا ہے حالانکہ انہیں اس کا احساس نہیں ہوتا۔ یہ ان کے ریکارڈ میں محفوظ ہوجاتا ہے۔ ان کے لیے یہ ایک خوشخبری سے کم نہیں ہے۔ میں نے ایک بچے کو انگلیوں سے تیرتے ہوئے دیکھا تو اس سے بات چیت کی اور اس کے بارے میں پوچھا تو اس نے بتایا کہ یہ مجھے میرے استاذ نے بتایا ہے۔ میں نے اس کی ہمت افزائی کی اور اس کے اور اس کے استاذ کے لیے دعا دی۔ الحمدللہ اس طرح کی بے شمار مثالیں مل جائیں گی۔ ہر ہفتہ ان کے اندر چھوٹے چھوٹے نیک اعمال کی تخم ریزی کرکے سرمایہ کاری کریں۔ اور ان کی ہمت افزائی کریں، اس سے آپ کی نیکیوں کے رجسٹر بھر جائیں گے۔ ایک بات یہ بھی خوب تشہیر کرنے اور بڑے پیمانے پر عام کرنے کی ہے کہ ''بچوں کی تعلیم آسان عبادت ہے''۔ اس سے لوگوں میں بچوں کی تعلیم کے تئیں رغبت پیدا ہوگی اور اچھے نتائج برآمد ہوں گے۔

چوتھا نکتہ: بعض لوگ ان بچوں پر خرچ کیے گیے مال وتوانائی کو کم اہمیت دیتے ہیں لیکن ہم آپ کو ان بچوں پر لگائی گئی توانائی سے متعلق ہمت افزائی کے مواقف بتاتے ہیں۔ ایک ساٹھ سال کے آدمی کو آپ یہ کہتے ہوئے سنتے ہوں گے کہ میں پچاس سال سے ہر نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھ رہا ہوں۔ میں جب چھوٹا تھا تو فلاں نے مجھے سکھایا تھا۔ دوسرا کہتا ہے میں پینتیس سال سے صبح وشام کے اذکار واوراد پڑھ رہا ہوں، جب میں چھوٹا تھا تو انہیں مجھے فلاں صاحب نے بتایا تھا۔ آداب میں اعمال میں اور اقوال وغیرہ میں اسی طرح کی اور بہت سی مثالیں آپ کو اپنے گرد وپیش مل جائیں گی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: جو کوئی بھی بھلائی کی طرف رہنمائی کرے گا، تو خیر کا کام کرنے والے کے برابر اس کو بھی ثواب ملے گا۔ (مسلم)

اس عظیم حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بھلائی کے کاموں میں چھوٹے بڑے سب سے آگے بڑھنے کے لیے کشادہ میدان موجود ہے۔

پانچواں نکتہ: چھوٹے بچوں کے سلسلے میں بعض تربیتی افکار وخیالات:

☆ بچوں کو روزمرہ کے اذکار واوراد یاد کرائے جائیں جیسے صبح وشام کی دعائیں گھر سے نکلنے اور داخل ہونے، کھانے پینے اور سونے وجاگنے وغیرہ کی دعائیں۔ ان اذکار کا یاد کرانا والدین کے لیے صدقہ جاریہ ہوجائے گا۔ اس سلسلے میں ایک تجویز یہ ہے کہ ان سب کے لیے دو ہفتہ کا وقت متعین کر دیا جائے اور اس طرح یہ بچوں کے لیے تربیتی کورس کی شکل بن جائے۔

☆ بچوں کو نماز اور وضو کی تعلیم دی جائے جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے وارد ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ بعض بچے بالغ ہوجاتے ہیں اور انہیں اچھی طرح وضو کرنا بھی نہیں آتا یا ٹھیک سے نماز پڑھنی ہی نہیں آتی۔ لہٰذا والدین کو چاہیے کہ وہ وضو اور نماز کی اہمیت کے پیش نظر اس کا خاص خیال رکھیں کیونکہ نماز ارکان اسلام میں عظیم رکن ہے۔

☆ بچے جو سوال کرتے ہیں خاص طور پر شرعی امور سے متعلق تو انہیں نظر انداز نہ کریں۔ کیونکہ آپ کے جواب سے ان کی غلطیوں کی اصلاح ہوگی۔ لیکن اگر آپ نے جواب نہ دیا اور کسی اور نے غلط بات ان کے ذہن ودماغ میں ڈال دی تو وہ غلطی اس کے اندر باقی رہے گی اور وہ ہمیشہ غلط راستے پر لگا رہے گا۔ لہٰذا آپ کی یہ خواہش اور کوشش ہونی چاہیے کہ وہ جب بھی سوال کریں، ان سے متعلق ان کے ساتھ گفتگو ہونی چاہیے۔

☆ کوشش کریں کہ اپنے چھوٹے بچوں کے ساتھ سیرت یا موجودہ حالات سے متعلق واقعات پر ایک مجلس ہو۔ اسے تربیت بذریعہ قصہ بھی کہتے ہیں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ ہر ہفتہ کوئی نہ کوئی قصہ انہیں سنایا جائے جو موجودہ معاشرے کے پس منظر میں درس عبرت ہو۔ اس سے انہیں دینی معلومات فراہم کی جائیں۔ اس سے ان کی شخصیت پر اچھے اثرات مرتب ہوں گے اور ان کا کردار سدھرے گا۔

☆ چھوٹے بچوں کی تربیت کے لیے انہیں ایک ساتھ جمع کیا جاسکتا ہے چاہے وہ ایک ہی خاندان کے ہوں اور ان کے لیے ایک ہفتہ واری مجلس منعقد کی جائے جس میں ہر ہفتہ ایمانیات سے متعلق چھوٹے چھوٹے کاموں کو عملی طور پر انجام دلایا جائے تاکہ ان کو عملی جامہ پہنا کر ان پر ان کی نشوونما ہو۔ جیسے سو مرتبہ سبحان اللہ، چاشت کی نماز کی ادائیگی، صلاۃ وتر کی ادائیگی وغیر۔ یہ ہر اس شخص کے لیے صدقہ جاریہ ہوگا جو ان بچوں کے ساتھ اس پر عمل پیرا ہوگا۔

☆ جن مقامات پر اپنے بچوں کے ساتھ رہنا مناسب ہو ساتھ رہیں تاکہ وہ آپ سے سیکھیں، ٹرینڈ ہوں اور ان کے شعور میں وسعت پیدا ہو۔ ان کی رفاقت کے دوران ان سے بحث مباحثہ کریں اور گفتگو کریں تاکہ فائدہ بھرپور ہو۔

☆ چھوٹی بچیوں کو امور خانہ داری کی عادت ڈالیں تاکہ وہ ٹرینڈ ہوجائیں، انہیں کام کا سلیقہ آجائے اور خود اعتمادی اور مثبت انداز میں خدمت کا جذبہ پیدا ہو۔

☆ جب آپ کے یہاں مہمان آئیں تو جس قدر ممکن ہو چھوٹے بچوں کو خدمت کا موقعہ دیں تاکہ وہ مہمان نوازی، حسن استقبال اور بڑوں کی مجلس کے آداب سے واقف ہوسکیں، ان کی سوجھ بوجھ میں اضافہ ہو جو کہ ہمارے چھوٹے بچوں میں مفقود ہے۔

☆ چھوٹے بچوں کو چھوٹے چھوٹے قصے وواقعات لکھنے کی عادت ڈالیں چاہے وہ کتنے ہی کمزور وناتواں ہوں۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان میں مثبت تبدیلی آئے گی اور ان کا انداز بتدریج بہتر ہوگا۔

☆ چھوٹے بچوں کو قرآن کریم کے حلقوں سے منسلک کریں کیونکہ یہ خیر وبھلائی کی مجلسیں ہیں۔ ان سے ان کی اچھی تربیت ہوگی اور قرآنی اخلاق سے مزین ہوں گے۔ وہ وہاں قرآن پڑھیں گے بھی اور حفظ بھی کریں گے۔

☆ مناسب تربیتی واخلاقی امور سے متعلق ان کے ساتھ گفتگو اور بات چیت کی کوشش کریں، اس سے ان کا ذہن ودماغ کھلے گا اور نفس کا تزکیہ ہوگا۔ ساتھ ہی بات چیت کی عادت پڑے گی اور گفتگو کے آداب سے بھی واقف ہوں گے۔

☆ چھوٹے بچوں کو، بڑوں کے ادب واحترام کا عادی بنائیں اور انہیں اس کے طریقہ کار سے واقف کرائیں نیز ان بڑوں کے ساتھ کس طرح برتاؤ کیا جائے یہ بھی بتائیں۔ ساتھ ہی یہ بھی بتائیں کہ بڑوں کے ساتھ بیٹھ کر کس طرح فائدہ حاصل کیا جاسکتا ہے۔

☆ چھوٹے بچوں کی ہر مانگ ماننے کی خواہش نہ رکھیں کیونکہ بعض دفعہ وہ ایسی چیزوں کا مطالبہ کر دیتے ہیں جو ان کی مصلحت میں نہیں ہوتیں۔ اس کے باوجود بعض ماں باپ بچوں سے محبت وشفقت کے باعث ان کے تمام تر مطالبات ماننے پر آمادہ ہوجاتے ہیں۔ لہٰذا لازمی طور پر بچوں کو باور کرایا جائے کہ ان کی ہر بات مانی جائے، یہ ضروری نہیں ہے۔

☆ بچوں کے اندر ابتدائی مرحلے میں کچھ فطری صلاحیتیں نمودار ہوتی ہیں جن کو پروان چڑھانے کی کوشش ہونی چاہیے۔ جیسے پڑھنے کی صلاحیت، حفظ قرآن کریم کی صلاحیت، لکھنے وغیرہ کی صلاحیت۔ جب آپ کے چھوٹے بچے میں کچھ اس طرح کی چیزیں ظاہر ہوں تو انہیں نظر انداز نہ کریں بلکہ اسے پروان چڑھانے میں لگ جائیں تاکہ آپ سب کو اس کا فائدہ حاصل ہو۔

☆ ان کی چھوٹی چھوٹی غلطیوں کی ہوسکے تو ان دیکھی کریں کیوں کہ چھوٹے بچے غلطیاں کرتے ہی ہیں۔ اگر آپ ہر غلطی پر روک ٹوک کریں گے تو ان کی تربیت مشکل ہوجائے گی، البتہ ان کی غلطیوں سے مناسب چشم پوشی اس مرحلہ میں قابل تعریف ہے۔

☆ بچوں کو عطیات سے نوازنے میں انصاف سے کام لینا چاہیے حتی کہ ان سے نزدیکی بنانے اور محبت کرنے میں بھی کیونکہ وہ ان باتوں کو بخوبی محسوس کرتے ہیں۔

☆ کچھ سرپرست حضرات اپنی مصروفیات کے پیش نظر یہ رائے رکھتے ہیں کہ بچوں کی تربیت کے لیے ایک مربی مقرر کیا جائے جو باضابطہ منصوبہ بند طریقے سے ان کی تربیت کے لیے پروگرام مرتب کرے۔ اس طرح کے مربی کی فراہمی سے سرپرستوں کے منصوبے کی تنفیذ ہوجائے گی بشرطیکہ وہ خود اس کی نگرانی وہمت افزائی کریں۔

(بقیہ صفحہ ۲۳ پر)

قرآن وسنت کا باہمی تعلق

مولانا غازی عزیر

قرآن وسنت شریعت کے دوبنیادی مآخذ ہیں۔دین کی اساس انہی دو چیزوں پر قائم ہے۔اگرچہ حکم الٰہی ہونے کے اعتبار سے دونوں بجائے خود ایک ہی شئی ہیں لیکن کیفیت وحالت کے اعتبار سے یہ دو جدا شئی ہیں، مگر اس کے باوجود ان دونوں کو ایک دوسرے سے جدا نہیں کیا جاسکتا ہے، دونوں چیزیں دین کے قیام کے لئے یکساں طور پر ضروری اور اہم ہیں، ان کے درمیان روح اور قالب جیسا تعلق ہے۔

پس ضروری ہوا کہ قرآن وحدیث دونوں کو دستور العمل اور حرز جان بنایا جائے، کیونکہ ان دونوں میں وہی نسبت ہے جو غذا اور پانی کی جسم سے ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن مجید ایک متن متین ہے جس میں بہت سے احکام اجمال واختصار کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں، حدیث ان کی شرح وتفصیل بیان کرتی ہے، چنانچہ امام شاطبی الغرناطیؒ (م۷۹۰ھ) فرماتے ہیں:فکان السنة بمنزلة التفسير والشرح لمعاني احكام الكتاب (الموافقات للشاطبی ۴/۱۰)''گویا سنت کتاب اللہ کے احکام کے لئے بمنزلہ تفسیر وشرح کے ہے۔''

بغیر احادیث کے ان مجمل احکام قرآن کو سمجھنا اور ان آیات کا موقع ومحل پہچاننا ایسا دشوار ہے جیسے بغیر پانی کے تشنگی کا فرو ہونا یا بغیر بحری جہاز کے سمندر کا پار کرجانا۔
شیخ عبدالجبار عمر پوریؒ نے قرآن وسنت کے اس تعلق کو کس عمدہ پیرایہ میں بیان کیا ہے:

''دل کی کوئی بات بغیر زبان کے ظاہر نہیں ہوسکتی اور زبان بغیر دل کے اشارہ وارادہ کے حرکت نہیں کرسکتی، یہی کیفیت قرآن وحدیث کی ہے۔قرآن تمام جہاں میں ایسا ہے جیسے انسان کے اندر دل اور حدیث ایسی ہے جیسے منہ میں زبان۔قرآن قانون وقاعدہ کلی مقرر کرنے والا اور حدیث اس کی شرح وتفصیل کرنے والی اور اس کی جزئیات وفروعات کو کھولنے والی ہے۔(عظمت حدیث،ص:۴۵،۴۶)

قرآن وسنت کے اس تعلق کو مزید واضح کرنے کے لئے ذیل میں ہم اس کے مختلف پہلوؤں پر گفتگو کریں گے۔

قرآن وسنت میں سے کسی ایک چیز پر اکتفا کرنا گمراہی کا باعث ہے

چونکہ اسلامی شریعت صرف قرآن کریم کا نام نہیں بلکہ اس سے قرآن اور اس کا بیان دونوں مراد ہیں لہٰذا اگر قرآن کی تشریعی حیثیت تسلیم کی جاتی ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ اس کے بیان، شرح وتفسیر کی مشروعیت سے انکار کیا جائے۔جاننا چاہیے کہ قرآن کے اسی بیان، شرح وتفسیر کا نام ہی ''سنت نبوی'' ہے۔پس قرآن وسنت میں سے صرف قرآن یا صرف سنت کو ہی قابل عمل یا دین کے لئے کافی سمجھنا صریح گمراہی ہے، کیونکہ قرآن وسنت دونوں میں ایک دوسرے کی پابندی کا تاکیدی حکم وارد ہے، ارشاد ہوتا ہے:من يطع الرسول فقد أطاع الله (النساء:۸۰)''جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔''

اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:من أطاعني فقد أطاع الله ومن عصاني فقد عصى الله الخ (صحیح البخاری مع فتح الباری ۱۳/۱۱۱)''جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔''

علی بن زید بیان کرتے ہیں کہ حضرت حسنؓ سے مروی ہے:ان عمران بن حصين كان جالسا ومعه اصحابه فقال رجل من القوم: لا تحدثونا الا بالقرآن، قال فقال له ادنه فدنا، فقال: أرأيت لو وكلت أنت وأصحابك الى القرآن أكنت تجد فيه صلاة الظهر أربعا وصلاة العصر أربعا والمغرب ثلاثا، تقرأ في اثنتين أرأيت لو وكلت أنت وأصحابك الى القرآن أكنت تجد الطواف بالبيت سبعا والطواف بالصفا والمروة ثم قال: أي قوم خذوا عنا فانكم والله ان تفعلوا لتضلن (الکفایۃ فی علم الروایۃ للخطیب ص:۱۵)

''عمران بن حصینؓ اپنے اصحاب کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ایک شخص نے کہا: ہم سے قرآن کے علاوہ اور کچھ نہ بیان کیا جائے۔عمران بن حصینؓ نے ان سے قریب آنے کے لئے کہا۔وہ شخص قریب آگیا تو آپ نے اس سے کہا: اگر تم کو اور تمہارے اصحاب کو صرف قرآن پر چھوڑ دیا جائے تو کیا تم اس میں پاسکتے ہو کہ بیت اللہ کا طواف سات بار کرنا ہے؟ اور صفا ومروہ کی سعی بھی ہے؟ پھر آپ نے فرمایا: اے لوگو! ہم سے ''علم حدیث'' لو کیونکہ قسم اللہ تعالی کی اگر تم لوگ ایسا نہ کروگے تو گمراہ ہوجاؤ گے۔

اور سعید بن زید کی روایت میں یہ واقعہ یوں مروی ہے:''ہم سے حسن نے بیان کیا کہ ایک شخص نے حضرت عمران بن حصینؓ سے کہا: یہ احادیث کیا بلا ہیں، جو تم ہمیں قرآن کو چھوڑ کر بیان کرتے ہو؟ عمران بن حصینؓ نے فرمایا: اگر میں تمہیں اور تمہارے اصحاب کو صرف قرآن پر چھوڑ دوں تو تم کو یہ کہاں سے پتہ چلے گا کہ ظہر کی نماز اس اس طرح ہے، عصر کی نماز اس طرح، اس کا وقت یہ ہے، مغرب کی نماز اس طرح، میدان عرفات میں موقف اور رمی جمار اس طرح ہے اور چوری پر ہاتھ کہاں سے کاٹا جائے، کلائی سے یا کہنی سے یا مونڈھے سے؟ یہ سب تفاصیل ہماری ان

حدیثوں ہی میں ملتی ہے جو ہم تم سے بیان کرتے ہیں۔ اگر تم ان کو نہ سیکھو گے تو واللہ گمراہ ہو جاؤ گے۔'' (الکفایۃ: ص ۱۵،۱۶)

اور امام بیہقیؒ نے ''المدخل الکبیر'' میں حبیب بن ابی فضالہ المکی کی روایت نقل کرتے ہوئے یہ صراحت فرمائی ہے کہ: ''حضرت عمران بن حصینؓ نے شفاعت کی حدیث بیان کی تو کسی قوم کے ایک شخص نے عرض کیا: اے ابو نجید! آپ ہم سے بہت سی ایسی احادیث بیان کرتے ہیں جن کی کوئی اصل ہمیں قرآن میں نظر نہیں آتی؟ یہ سن کر حضرت عمرانؓ غضبناک ہو گئے اور کہنے لگے: کیا تو نے قرآن پڑھا ہے؟ معترض نے عرض کیا: ہاں پڑھا ہے۔ حضرت عمرانؓ نے پوچھا: کیا تم قرآن میں عشاء کی نماز چار رکعات، صبح کی نماز دو رکعات، ظہر کی چار رکعات اور عصر کی چار رکعات پڑھنے کا ثبوت پاتے ہو؟ معترض نے عرض کیا: نہیں حضرت عمرانؓ نے پوچھا: تم لوگوں نے ان کو کہاں سے سیکھا ہے؟ کیا تم لوگوں نے ان کو ہم سے اور ہم نے رسول اللہ ﷺ سے نہیں سیکھا؟ پھر دریافت فرمایا: کیا تم قرآن میں ہر چالیس بکری پر ایک بکری زکوۃ دینے کا حکم پاتے ہو؟ نیز اس میں اونٹ اور درہموں کے نصاب کا ذکر دکھا سکتے ہو؟ معترض کا جواب تھا: نہیں۔ حضرت عمرانؓ کہنے لگے: تو پھر کن لوگوں سے اور کہاں سے تم نے ادائیگی زکوۃ کے نصاب اور طریقے کو سیکھا؟ کیا تم لوگوں نے ہم سے اور ہم نے رسول اللہ ﷺ سے یہ چیزیں نہیں سیکھیں؟ پھر کہنے لگے: قرآن میں ولیطوفوا بالبیت العتیق (بیت اللہ الحرام کا طواف کرو) وارد ہوا ہے تو کیا تمہیں قرآن میں سات مرتبہ طواف کرنے کا حکم نظر آتا ہے؟ اور مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعات پڑھنے کا ثبوت ملتا ہے؟ کیا تم قرآن میں لا جلب ولا جنب ولا شغار فی الاسلام کے سلسلے میں کوئی ذکر پاتے ہو؟ کیا تم نے نہیں سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے: وما اتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتھوا؟ پھر حضرت عمرانؓ نے فرمایا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے بہت ساری چیزوں کو سیکھا ہے جس کا تمہیں کوئی علم نہیں ہے۔''

امام ابن حجر عسقلانیؒ اس واقعہ کا تذکرہ کرنے کے بعد مزید فرماتے ہیں کہ ''حضرت عمران بن حصینؓ کی یہ گفتگو سن کر اس شخص نے اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہوئے فرمایا تھا: احییتنی احیاک اللہ یعنی آپ نے (یہ بصیرت افروز بات کہہ کر) مجھے حیات نو (اور روشنی) عطا کی ہے، اللہ تعالیٰ آپ کو حیات دراز عطا فرمائے۔ (لسان المیزان ۱/۳، المستدرک للحاکم ۱/۱۰۹)

امام شاطبیؒ فرماتے ہیں: ''سنت کو ناقابل التفات سمجھ کر اگر کوئی شخص صرف الفاظ قرآن کے لغوی معانی پر ہی عمل کرنے لگے تو وہ شخص گمراہ ہو جائے گا، کتاب اللہ سے جاہل رہ جائے گا، اندھیروں میں ہاتھ پیر مارنے والا ہوگا اور کبھی بھی راہ حق نہ پا سکے گا۔'' (الموافقات ۴/۲۱)

علامہ طحاویؒ فرماتے ہیں: ''دینی اصول کے سلسلہ میں وہ شخص کیسے کچھ کہہ سکتا ہے جس نے دین کو کتاب وسنت کی بجائے لوگوں کے اقوال سے سیکھا ہو؟ اگر یہ شخص یہ گمان کرے کہ وہ دین، کتاب اللہ سے لے رہا ہے، اور وہ اس کی تفسیر، حدیث رسول اللہ ﷺ سے نہیں لیتا اور نہ اس پر غور کرتا ہے اور نہ بسند صحیح ہم تک پہنچنے والے صحابہ وتابعین کے اقوال پر نظر رکھتا ہے (تو اسے جان لینا چاہیے کہ) ان راویوں نے ہم تک صرف قرآن کے الفاظ ہی کو نہیں پہنچایا ہے بلکہ اس کے معانی ومطالب کو بھی پہنچایا ہے۔ وہ لوگ قرآن کو بچوں کی طرح نہیں سیکھتے تھے بلکہ اس کے مفہوم کو بھی سمجھتے تھے۔ اگر کوئی شخص ان کا راستہ اختیار نہ کرے تو پھر اپنی رائے سے ہی بولے گا، خواہ اس کی بات درست ہی ہو۔ اور جو دین کو کتاب اللہ اور سنت رسول سے سیکھے، اگر وہ غلطی بھی کرے تو ماجور ہوگا اور اگر صواب کو پالے تو دوہرا اجر پائے گا۔'' (شرح عقیدہ طحاویہ، ص: ۲۱۲)

فہم قرآن کے لئے صرف زبان پر قدرت کافی نہیں ہے

کوئی شخص عربی زبان پر خواہ کتنی ہی قدرت کیوں نہ رکھتا ہو اس کے لئے رسول اللہ ﷺ کی قولی وفعلی احادیث کی مدد کے بغیر قرآن کریم کی بعض پیچیدہ آیات کے صحیح مفہوم کو سمجھ لینا ممکن نہیں ہوتا۔ اس کی ایک واضح مثال آیت: اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ (الانعام: ۸۲) یعنی ''جو لوگ اللہ پر ایمان لائے اور اپنے ایمان کو ظلم سے بچاتے رہے ان کو ہی امن ہوگا اور وہ لوگ ہی ہدایت یافتہ ہیں۔'' جس کے لفظ ''ظلم'' کو صحابہ کرامؓ نے اس کے ظاہری مفہوم پر محمول کرتے ہوئے اس سے ہر چھوٹا بڑا ظلم مراد سمجھا تھا، حالانکہ صحابہ کرامؓ سے بڑھ کر زبان داں کون ہو سکتا تھا کہ قرآن انہی کی زبان میں نازل ہوا تھا اور اس وقت تک زبان بھی ہر قسم کے عیوب ونقائص اور درآمدات سے پاک تھی، لیکن پھر بھی ان کو نہ صرف زبان کی مدد سے اس آیت کا مفہوم سمجھنے میں غلطی ہوئی، چنانچہ صحیح بخاری ومسلم وغیرہ میں مروی ہے کہ جب نبی ﷺ سے اس آیت کے متعلق دریافت کیا گیا کہ ''یا رسول اللہ ﷺ! ہم میں سے ایسا کون ہے جس کے ایمان میں ظلم کا شائبہ نہیں ہے؟'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''یہاں ظلم کا عام مفہوم مراد نہیں، بلکہ اس سے شرک مراد ہے۔ کیا تم کو حضرت لقمان کا قول معلوم نہیں کہ ان الشرك لظلم عظیم (لقمان: ۱۳) یعنی ''شرک بڑا ظلم ہے۔''

اس کی دوسری مثال یہ ہے کہ جب سحور کی آخری حد کی تعیین سے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔ وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ (البقرہ: ۱۸۷) یعنی ''ماہ رمضان میں اس وقت تک کھاتے پیتے رہو جب تک کہ تمہارے لئے سیاہ دھاگہ سفید دھاگے سے واضح ہو جائے۔'' تو ایک صحابی رسول ﷺ نے ایک سیاہ اور ایک سفید دھاگہ اپنے سرہانے رکھ لیا کہ

جب تک یہ دونوں ایک دوسرے سے واضح طور پر الگ نظر نہ آنے لگیں اس وقت تک کھانے پینے کی اجازت ہے۔لیکن جب رسول اللہ ﷺ کو اس بات کا علم ہوا تو آپ ؐ نے فرمایا: ''اس سے مرادرات کی سیاہی اور صبح کی سفیدی ہے۔'' (صحیح البخاری مع فتح الباری ۴/۱۳۲، صحیح مسلم کتاب الصوم حدیث :۱۰۹۰، سنن ابی داوٗد مع عون المعبود۲/ ۲۷۶)

ظاہر ہے کہ یہاں بھی صحابی رسول اہل زبان ہونے کے باوجود محض زبان کی مدد سے اس آیت کا صحیح مطلب ومقصد نہ سمجھ پائے تھے۔

اس ضمن مین جناب مفتی محمد شفیع صاحب ''قرآن فہمی کے لئے حدیث رسول ؐ ضروری ہے، حدیث کا انکار درحقیقت قرآن کا انکار ہے'' کے زیرعنوان تحریر فرماتے ہیں: وأنـزلنا اليك الذكر لتبين للناس اس آیت میں ''ذکر'' سے مراد باتفاق قرآن کریم ہے۔اور رسول اللہ ﷺ کو اس آیت میں مامور فرمایا ہے کہ آپ قرآن کی نازل شدہ آیات کا بیان اور وضاحت لوگوں کے سامنے کردیں اس میں اس امر کا واضح ثبوت ہے کہ قرآن کریم کے حقائق ومعارف اور احکام کا صحیح سمجھنا رسول کریم ﷺ کے بیان پر موقوف ہے۔اگر ہر انسان صرف عربی زبان اور عربی ادب سے واقف ہو کر قرآن کے احکام کو حسب منشاء خداوندی سمجھنے پر قادر ہوتا تو رسول اللہ ﷺ کو بیان وتوضیح کی خدمت سپرد کرنے کے کوئی معنی نہیں رہتے۔'' (معارف القرآن للمفتی محمد شفیع ۵/ ۳۳۶)

پس معلوم ہوا کہ انسان کو زبان سے زیادہ سنت کا جس قدر وسیع علم ہوگا اسی کے مطابق اسے قرآن کو سمجھنے اور اس سے احکام مستنبط کرنے میں آسانی ہوگی۔جو جس قدر علم حدیث سے بے بہرہ ہوگا، اسی طرح فہم قرآن سے بھی محروم رہے گا۔

فہم قرآن سنت کامحتاج ہے : قرآن کریم میں بعض آیات اس طرح مذکور ہیں کہ جن کا صحیح مفہوم متعین کرنا بغیر احادیث کی مدد کے قطعا ناممکن ہے اس کی دو مثالیں اوپر الانعام کی آیت (۸۲) اور البقرۃ کی آیت (۱۸۷) میں لفظ ''ظلم'' کی تعیین اور ''تحدید وقت سحر'' کے ضمن میں گزر چکی ہیں۔فہم قرآن میں سنت کی ضرورت اور اہمیت کی چند اور مثالیں پیش خدمت ہیں:

سورہ توبہ۔آیت (۳۶) میں حرمت کے چار ماہ کی تعیین کا نہ ہونا، سارق وسارقہ کے ہاتھ قلم کرنے کا حکم (سورۃ المائدۃ:۳۸) میں نصاب سرقہ اور قطع ید کی مقدار کی عدم تعیین، آیت تیمّم میں لفظ ''ید'' کی وضاحت کا نہ ہونا، حالانکہ حدیث میں اس کی تصریح یوں مذکور ہے:

التيمم ضربة للوجه والكفين یعنی ''تیمّم'' ایک ضربہ ہے چہرہ اور دونوں ہتھیلیوں کے لئے) اسی طرح سورۃ الانعام کی آیت (۱۴۵) میں مردہ جانور، بہنے والا خون، خنزیر کا گوشت اور غیر اللہ کے نام سے پکاری گئی چیز کو حرام قرار دیا گیا ہے،لیکن حدیث نے اس کے ساتھ ہر دانت والے درندے، پنجوں والے پرندے اور گھریلو گدھوں کو بھی حرام قرار دیا ہے، سورۃ النساء کی آیت (۱۰۱) میں نماز قصر کے لئے ''سفر'' کے ساتھ ''کفار کے ستانے کا خدشہ'' بھی بطور شرط مذکور ہے لیکن رسول اللہ ﷺ نے بحالت امن بھی نماز قصر کی بعض صورتوں کو واضح فرمایا ہے۔سورۃ المائدہ کی آیت (٦) میں ہر مردار اور خون کو حرام قرار دیا گیا تھا لیکن حدیث نبوی نے مردہ ٹڈی، مچھلی اور خون بشکل جگر وکلیجی کو استثناء حلال قرار دیا ہے، اور سورہ الاعراف کی آیت (۳۲) میں اللہ کی پیدا کردہ زینت اور پاکیزہ رزق کو حلال بتایا گیا ہے،لیکن رسول اللہ ﷺ کی حدیث نے مردوں کے لئے زینت کی اشیاء میں سے ریشم اور سونے کے استعمال کو حرام قرار دیا ہے۔غرض اس طرح کی اور بھی مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں جو دراصل خود قرآن کی آواز میں ضرورت حدیث کو ثابت کرتی ہیں۔ان مثالوں کو دیکھ کر بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ فہم قرآن کے لئے سنت نبوی کا مطالعہ کس قدر ضروری ہے۔

اوپر ''قرآن وسنت میں سے کسی ایک چیز پر اکتفا کرنا گمراہی کا باعث ہے'' کے زیرعنوان حضرت عمران بن حصینؓ سے متعلق جو روایات نقل کی گئی ہیں اگرچہ ان سے بھی فہم قرآن میں احادیث کی ناگزیر حاجت کا اظہار ہوتا ہے،لیکن اس واقعہ کو امام ابن عبد البرؒ نے قدرے مختلف لیکن مؤثر انداز میں یوں بیان کیا ہے:

''مروی ہے کہ حضرت عمران بن حصینؓ نے ایک شخص کو احمق کہا اور اس سے پوچھا کہ کیا تم کتاب اللہ میں یہ پاتے ہو کہ ظہر کی چار رکعات ہیں جن میں جہری قرأت نہیں کی جاتی ؟ پھر اسی طرح کئی نمازوں اور زکوۃ کے متعلق سوال کیا اور پوچھا کہ کیا تم کو یہ سب چیزیں کتاب اللہ میں مفسراً ملتی ہیں؟ پھر فرمایا: ان كتاب الله ابهم هذا وان السنة تفسر ذلك یعنی قرآن نے ان باتوں کی تفصیل بیان کرنے سے خاموشی اختیار کی ہے لیکن سنت نے ان پر تفصیلی روشنی ڈالی ہے۔(جامع بیان العلم وفضلہ۲/ ۱۹۱)

امام ابوداوٗدؒ نے بھی اپنی ''سنن'' (سنن ابی داوٗد مع عون المعبود۲/ ۳) میں اس واقعہ کو قدرے مختلف انداز میں روایت کیا ہے، جس کا حاصل اس کے سوا کچھ نہیں کہ قرآن کریم کے اصل اور صحیح مقصود ومنشا کو سمجھنے کے لئے سنت نبوی کی طرف رجوع کرنا ناگزیر ہے۔

علامہ علاء الدین ابوالحسن الخازنؒ آیت لتبين للناس مانزل اليهم کے تحت لکھتے ہیں: ''یعنی احکام قرآن میں سے جو کچھ مجمل ہے۔کتاب اللہ کا بیان اور اس کی تشریح وتوضیح سنت سے طلب کرنی چاہیے کیونکہ رسول اللہ ﷺ ہی قرآن کے ان مجملات کے مبین ہیں۔'' (لباب التاویل للخازن ۴/ ۷٦)

اور نواب صدیق حسن خاں بھوپالیؒ فرماتے ہیں: ''کتاب اللہ کا بیان سنت سے طلب کرنا چاہیے۔اس مجمل کے مبین رسول اللہ ﷺ ہیں، اسی لئے بعض اہل علم کا قول

ہے کہ جب قرآن کریم اور حدیث میں بظاہر تعارض واقع ہو تو حدیث کو مقدم کرنا واجب ہے کیونکہ سورۃ النحل کی آیت (۴۴) دلالت کرتی ہے کہ قرآن مجمل ہے اور حدیث مبین، اور مبین چیز مجمل پر مقدم ہوتی ہے الخ (تفسیر فتح البیان ۵/۲۳۴) سنت کی اسی ضرورت اور اہمیت کے پیش نظر امام اوزاعیؒ نے امام مکحولؒ سے نقلا بیان فرمایا ہے:الکتاب أحوج الی السنة من السنة الی الکتاب (جامع بیان العلم ۲/۱۹۱، الموافقات للشاطبی ۴/۱۹، تفسیر القرطبی ۱/۳۹، الکفایۃ للخطیب ص۱۴) ''قرآن سنت کا زیادہ حاجت مند ہے بہ نسبت اس کے کہ جتنی سنت کو قرآن کی حاجت ہے۔''

خواہ مخواہ بعض لوگ امام اوزاعی ومکحول رحمہما اللہ کے اس قول سے وحشت کھاتے ہیں، حالانکہ بقول حافظ ابن عبدالبرؒ اس قول کا مطلب یہ ہے کہ سنت، محتملاتِ قرآن کا فیصلہ بلکہ ان کی تعیین کرتی ہے اور قرآن کی مراد ومنشا کو بیان کرتی ہے۔اس کی مدد کے بغیر کتاب اللہ کے اصل مقصد ومطلب کو سمجھنا محال ہے۔آں رحمہ اللہ کے الفاظ میں اس قول کا مطلب یہ ہے:یرید أنها تقضی علیه وتبین المراد منه (جامع بیان العلم۲/۹۱)

حدیث کیوں کر شارح قرآن ہے

مندرجہ صدر دلائل وآثار سے یہ حقیقت واضح ہو چکی ہے کہ کتاب وسنت کا باہمی ربط وتعلق اسی قسم کا ہے جیسے مبین ومبین میں ہوتا ہے۔اب ذیل میں ہم یہ بتائیں گے کہ حدیث کیوں کر شارح قرآن ہے:

۱۔چونکہ کلام اللہ جوامع الکلم کی قبیل سے ہے اس لئے اس میں تاویلات کی گنجائش ہے لیکن قرآن کریم میں جو آیات مجمل یا مشکل ہیں، حدیث ان کی توضیح کرتی ہے، جو آیات عام ہیں ان کی تخصیص کرتی ہے اور جو مطلق ہیں ان کو مقید کرتی ہے تاکہ اس سے باطل تاویلات کی تمام راہیں مسدود ہو جائیں اور کلام اللہ کا معنی ومنشا متعین ہو جائے۔

۲۔شرح قرآن کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ نبی ﷺ قرآن میں واردشدہ الفاظ کی خود شرح بیان فرمائیں، مثلاً آں ﷺ نے ''مغضوب علیہم'' سے مراد ''یہودی'' اور ''الضالین'' سے مراد نصاری بیان فرمائی ہے۔

۳۔شرح قرآن کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ نبی ﷺ ایسے احکام بیان فرمائیں جو قرآن کریم میں بیان کردہ احکام سے زائد ہوں۔

۴۔شرح قرآن کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ نبی ﷺ ناسخ ومنسوخ آیات کی نشاندہی فرمادیں۔

۵۔شرح قرآن کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ قرآن حکیم میں جو حکم مذکور ہو حدیث اس کی مزید تائید وتاکید کرے۔

☆☆☆

(بقیہ صفحہ۱۲ کا)

لہٰذا تقوی شعار اہل حق عالم دین کی صحبت اختیار کرے اور اس سے تزکیہ نفس حاصل کرے۔

تیسری چیز جو تزکیہ حاصل کرنے کا ذریعہ یا وسیلہ ہے وہ یہ ہے کہ انسان خود بھی تزکیہ حاصل کرنے کی کوشش کرے اس لئے کہ اللہ رب العالمین نے خود انسان کو تزکیہ حاصل کرنے کے بارے میں کہا ہے، قد افلح من زکها'' کامیاب ہوگیا وہ جس نے اپنے نفس کو پاک کیا، لہٰذا معلوم ہوا کہ انسان کو تزکیہ نفس کا مکلف بنایا گیا ہے کہ انسان خود اپنی ذات کا محاسبہ کرے شریعت کے مطابق بنانے کی کوشش کرے۔اپنے نفس کو بری صفات واخلاقیات وخواہشات سے بچا کر اچھی صفات واخلاقیات سے متصف کرے۔

تزکیہ نفس کے لئے سیرت رسول، بہترین نمونہ ہے، لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔یقیناً تمہارے لئے اللہ کے رسول میں بہترین نمونہ ہے۔(الاحزاب:۲۱)

لہٰذا نبی ﷺ کی سیرت مقدسہ مطہرہ کی روشنی میں اپنے نفس کا تزکیہ کرے۔نیز صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کی حالات زندگیوں سے بھی تزکیہ نفس حاصل کرے۔

نفس انسانی کی تین حالتیں ہیں:۔

(۱) نفس مطمئنہ:۔ ہر حال میں مطمئن یعنی نیکی پر قائم ودائم رہنے والا نفس يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ اے اطمینان والے نفس (الفجر:۲۷)

(۲) نفس لوامہ۔گناہوں پر ملامت کرنے والا نفس: وَلَا أُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ اور مجھے اس جان کی قسم ہے جو اپنے اوپر ملامت کرے (القیامۃ:۲)

(۳) نفس امارہ:۔ جو انسان کو گناہوں، بری خواہشات کی پیروی پر امادہ کرتا ہے۔إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ بیشک نفس تو برائی کا بڑا حکم دینے والا ہے (یوسف:۵۳)

نفس کی الگ الگ تین قسمیں نہیں بلکہ ایک ہی نفس کی مختلف کیفیات وصفات ہیں۔چنانچہ نفس امارہ ہر نفس کی ذاتی صفت ہے جو شہوت وغضب کے وقت عقل وشرع کے حکم پر غلبہ کرتا ہے۔لوامہ بھی ہر نفس کی صفت ہے، جس وقت وہ عقل وشرع کی طرف توجہ کرتا ہے اور خیر وشر کے درمیان فرق وپہنچان کرتا ہے۔اور مطمئنہ بھی ہر نفس کی صفت ہے، مگر یہ صفت وکیفیت اس وقت حاصل ہوتی ہے جب ذکر الٰہی کا نور بدن وجسم کے تمام اجزاء پر غالب ہو جاتا ہے۔

لہٰذا ہر انسان کے لئے ضروری ہے کہ وہ تزکیہ نفس کو حاصل کرے، بہترین صفات واخلاقیات سے آراستہ ہو کر انسان کے بلند ترین درجہ اشرف المخلوقات کو حاصل کر کے اللہ تعالیٰ کی محبت کے حق دار بن سکیں اور دنیا وآخرت میں کامیابی وسرفرازی حاصل کر سکیں۔اللہ رب العالمین سے دعا ہے کہ ہمیں اس کی توفیق ارزانی عطا فرمائے۔آمین۔

☆☆☆

پندرہ روزہ جریدہ ترجمان دہلی

ابوعدنان سعید الرحمن نور العین سنابلی

عذابِ قبر کے اسباب

عذاب قبر برحق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی مختلف آیتوں میں عذاب قبر کا تذکرہ کیا ہے اور اسی طرح آخری نبی جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی متعدد احادیث میں قبر میں حاصل ہونے والی نعمتوں اور اس کے عذاب کا تذکرہ کیا ہے۔ لیکن سوال پیدا ہوتا ہے کہ انسان مبتلائے عذابِ قبر کیوں ہوتا ہے یا وہ کون سے اسباب وعوامل ہیں جن کی وجہ سے انسان عذابِ قبر کا شکار ہوتا ہے؟

درج ذیل سطور میں ایسے ہی چند اسباب وعوامل کا تذکرہ اختصار کے ساتھ کیا جارہا ہے تاکہ ہم ان اسباب وعوامل سے بچ سکیں:

(۱) اللہ کے ساتھ شرک کرنا: شرک سب سے بڑا گناہ ہے۔ شرک کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی الوہیت، ربوبیت یا اسماء وصفات میں کسی کو ساجھی اور شریک بنایا جائے۔ اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو چاہے تو معاف کرسکتا ہے لیکن شرک کو ہرگز معاف نہیں کرے گا۔ یوں تو شرک کی بہت ساری سنگین قباحتیں ہیں لیکن ان میں ایک قباحت یہ ہے کہ شرک میں مبتلا انسان عذاب قبر سے دوچار ہوتا ہے۔ چنانچہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ جب نبی ﷺ بنونجار کے ایک باغ میں اپنے خچر پر سوار تھے، ہم آپ کے ساتھ تھے کہ اچانک وہ بدک گیا وہ آپ ﷺ کو گرانے لگا تھا (دیکھا تو) وہاں چھ یا پانچ یا چار قبریں تھیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے پوچھا: ''ان قبروں والوں کو کون جانتا ہے؟'' ایک آدمی نے کہا: میں، آپ نے فرمایا: ''یہ لوگ کب مرے تھے؟'' اس نے کہا: شرک (کے عالم) میں مرے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ لوگ اپنی قبروں میں مبتلائے عذاب ہیں اگر یہ خدشہ نہ ہوتا کہ تم (اپنے مردوں کو) دفن نہ کروگےتو میں اللہ سے دعا کرتا کہ قبر کے جس عذاب (کی آوازوں) کو میں سن رہا ہوں وہ تمھیں بھی سنادے۔'' پھر آپ ﷺ نے ہماری طرف رخ انور پھیرا اور فرمایا: ''آگ کے عذاب سے اللہ کی پناہ مانگو۔'' سب نے کہا ہم آگ کے عذاب سے اللہ کی پناہ میں آتے ہیں پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''قبر کے عذاب سے اللہ کی پناہ مانگو'' سب نے کہا: ہم قبر کے عذاب سے اللہ کی پناہ میں آتے ہیں پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''(تمام) فتنوں سے جو ان میں سے ظاہر ہیں اور جو پوشیدہ ہیں اللہ کی پناہ مانگو۔'' سب نے کہا: ہم فتنوں سے جو ظاہر ہیں اور پوشیدہ ہیں اللہ کی پناہ میں آتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''دجال کے فتنے سے اللہ کی پناہ مانگو۔'' سب نے کہا: ہم دجال کے فتنے سے اللہ کی پناہ میں آتے ہیں۔ (صحیح مسلم/ 2867)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ شرک باللہ عذاب قبر کے اسباب میں سے ایک سبب ہے۔ نیز اس حدیث سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ جانور عذاب قبر سن سکتے ہیں جیسا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے دوسری حدیثوں میں بیان فرمایا ہے کہ عذاب قبر جن وانسان کے علاوہ دوسری مخلوقات سنتی ہیں اور عذابِ قبر کے ہولناک مناظر کو سن کر ہی وہ خچر بدکا تھا جس پر رسول اکرم ﷺ سوار تھے۔

(۲) نفاق: اگر انسان مبتلائے نفاق ہے تو اسے بھی قبر میں عذاب سے دوچار ہونا پڑے گا کیونکہ اللہ کے رسول ﷺ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا ہے: ''وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِينَةِ مَرَدُوا عَلَى النِّفَاقِ لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ سَنُعَذِّبُهُم مَّرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّونَ إِلَىٰ عَذَابٍ عَظِيمٍ'' (التوبۃ/ ۱۰۱) یعنی اور کچھ مدینے والوں میں ایسے منافق ہیں کہ نفاق پر اڑے ہوئے ہیں، آپ ان کو نہیں جانتے، ان کو ہم جانتے ہیں، ہم ان کو دوہری سزا دیں گے، پھر وہ بڑے بھاری عذاب کی طرف بھیجے جائیں گے۔''

قتادہ بن دعامہ سدوسی اور ربیع بن انس رحمہما اللہ کہتے ہیں کہ اس آیت کریمہ میں موجود دوہری عذاب میں سے پہلا دنیوی عذاب مراد ہے اور دوسرا عذاب قبر میں ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

اسی طرح انس رضی اللہ عنہ اور اسماء رضی اللہ عنہا سے مروی متفق علیہ روایتوں میں منافق کا بھی تذکرہ ہے جس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ نفاق بھی عذاب قبر کے اسباب میں سے ایک اہم سبب ہے۔ اگر کوئی شخص مبتلائے نفاق ہے تو پھر اسے قبر میں دردناک عذاب کے لئے تیار رہنا چاہئے کیونکہ قرآن وحدیث میں اس خصلت کی سخت لفظوں میں مذمت کی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ منافقین جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر طرح کے نفاق سے بچائے۔ آمین

(۳) پیشاب کے چھینٹوں سے پرہیز نہ کرنا: اسلام نے اپنے متبعین کو صفائی ستھرائی پر حد درجہ ابھارا ہے بلکہ صفائی کو نصف ایمان قرار دیا ہے۔ شریعت اسلامیہ نے صفائی ستھرائی اختیار کرنے والوں کو مختلف انداز میں ستائش کی گئی ہے لیکن اگر کوئی صفائی اختیار نہیں کرتا ہے تو اسے اس کی نحوست اور وعید سے آگاہ کیا گیا ہے۔ ایسے ہی لوگوں میں ایک شخص وہ بھی ہے جو پیشاب کرتے وقت پیشاب کے قطرات سے نہیں بچتا ہے۔ اکثر لوگ پیشاب کرتے وقت کوتاہی کے شکار ہوتے ہیں اور اس تعلق سے غفلت برتتے ہیں حالانکہ اس تعلق سے کوتاہی برتنا انتہائی سنگین

ہے اور عذاب قبر کا سبب بھی ہے۔اس لئے قضائے حاجت کرتے وقت ہمیں حد درجہ محتاط ہونا چاہئے اور جب بھی پیشاب ضرورت درپیش آئے تو ہمیں یا تو اس کے لئے نرم زمین کا انتخاب کرنا چاہئے یا پھر جب ہم بیت الخلاء وغیرہ میں پیشاب کریں تو اس بات کا خصوصی خیال رکھیں کہ پیشاب کے قطرات ہمارے جسم پر خصوصاً پاؤ؟ں وغیرہ پر نہ پڑیں اور اگر کبھی ہمارے پاؤں وغیرہ پر پیشاب کے قطرات پڑ بھی جائیں تو انہیں فوراً صاف کرلیں۔اس لئے کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:''إِنَّ عَامَّةَ عَذَابِ الْقَبْرِ مِنَ الْبَوْلِ فَتَنَزَّهُوا عَنْهُ''(المعجم الکبیر للطبرانی/ 11104، سنن دارقطنی/ 466، شیخ البانی نے صحیح الترغیب والترہیب ۱/۱۵۱ میں اور صحیح الجامع/ 3002 میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:''أَكْثَرُ عَذَابِ الْقَبْرِ فِي الْبَوْلِ''یعنی اکثر عذاب قبر پیشاب کی وجہ سے ہوگا۔(مسند احمد/ 8331، مسند احمد کے محققین نے اس روایت کی تصحیح کی ہے اور اسے شیخین کی شرط پر قرار دیا ہے۔)

(۴) غیبت اور چغلی وغیرہ کرنا: غیبت اور چغلی ایسی بیماری ہے جس میں سماج و معاشرہ کے اکثر افراد شکار ہیں حالانکہ اس کی شناعت وحرمت کے بیان میں قرآن و احادیث میں متعدد نصوص وارد ہوئے ہیں۔چنانچہ اگر کوئی شخص کسی مسلمان کی چغلی کرتا ہے تو سورہ حجرات آیت نمبر (12) کے مطابق اپنے مردار بھائی کا گوشت کھاتا ہے۔

اس تعلق سے بہت سارے لوگ یہ سوچتے ہیں کہ اگر سامنے والا کوئی غلطی کرتا ہے تو ہمیں اس تعلق سے بیان کرنے میں کیا قباحت ہے جبکہ رسول اکرم ﷺ نے اپنے مسلمان بھائی کا ان الفاظ کے ساتھ تذکرہ کرنے ہی کو غیبت قرار دیا ہے جسے وہ ناپسند کرتا ہو۔اللہ کے رسول ﷺ سے غیبت کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا:''ذِكْرُكَ اخاك بما يَكْرَهُ''صحابہ کرام نے پوچھا کہ جو بات کہی جارہی ہے اگر اس کے اندر موجود ہو تو؟ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:''إِنْ كَانَ فِيهِ مَا تَقُولُ فَقَدِ اغْتَبْتَهُ، وإِنْ لَمْ يَكُنْ فيه فقدْ بَهَتَّهُ''یعنی اگر اس کے اندر وہ برائی موجود ہے جس کا تم تذکرہ کررہے ہو تو یہ غیبت کے زمرے میں آتا ہے اور اگر وہ عیب اس کے اندر موجود نہیں ہے تو پھر یہ بہتان تراشی ہے۔(صحیح مسلم/ 2589)

غیبت کے تعلق سے متعدد وعیدیں وارد ہیں۔ان میں سے ایک وعید یہ ہے کہ ایسا شخص عذاب قبر سے دوچار ہوگا۔عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک بار رسول اکرم ﷺ کا گزر دو قبروں سے ہوا۔آپ ﷺ نے فرمایا:''إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ، أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ لا يَسْتَتِرُ مِنَ الْبَوْلِ وَأَمَّا الآخَرُ فَكَانَ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ''یعنی ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے اور عذاب بھی کسی بڑی بات کے سلسلے میں نہیں ہے۔ایک تو ان میں سے پیشاب سے احتیاط نہیں کرتا تھا اور دوسرا چغلی کرتا پھرتا تھا۔پھر آپ نے ایک تازہ شاخ لی اور درمیان سے چیر کر اسے دو حصوں میں تقسیم کیا اور ہر قبر پر ایک ایک ٹکڑا گاڑ دیا۔صحابہ کرام رضی اللہ عنھم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ نے ایسا کیوں کیا؟ ارشاد ہوا:''جب تک یہ شاخیں خشک نہ ہوں، شاید ان کے عذاب میں تخفیف ہو جائے۔''(صحیح بخاری/ 812، صحیح مسلم/ ۲۹۲)

مسند احمد ۳/۳۵ کی روایت میں ہے:''وأما الآخر فيعذب في الغيبة''یعنی دوسرا شخص غیبت کی وجہ سے عذاب دیا جارہا ہے۔(اسے شیخ البانی نے صحیح الترغیب والترہیب ۱/۶۶ میں صحیح قرار دیا ہے۔

اس حدیث سے اس بات کی صراحت موجود ہے کہ غیبت عذاب قبر کے اسباب میں سے ایک سبب ہے کیونکہ اللہ کے رسول ﷺ نے بتایا ہے کہ اس کی وجہ سے دو قبر والوں میں سے ایک کو عذاب دیا جارہا تھا۔

البتہ رسول اکرم ﷺ نے ان دونوں قبروں پر جو ہری ٹہنیاں نصب کیں، اس سے دلیل پکڑتے ہوئے قبروں پر ہری ٹہنیوں کو نصب کرنا درست نہیں ہے کیونکہ آپ ﷺ اللہ کے رسول اور نبی تھے۔آپ کو بذریعہ وحی معلوم چل گیا کہ ان دونوں کو عذاب دیا جارہا ہے لیکن سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہمیں کیسے پتا چلے گا کہ کسے قبر میں عذاب دیا جارہا ہے اور کسے نہیں دیا جارہا ہے۔دوسری بات یہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے صرف ان ہی دو قبروں پر ہری ٹہنیوں کو نصب فرمایا ہے، دوسری کسی حدیث میں اس بات کا تذکرہ نہیں ملتا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے مزید کسی قبر پر ٹہنیاں نصب فرمائی ہوں، اگر بذات خود ہری ٹہنیوں میں کوئی تاثیر ہوتی یا ہری ٹہنیوں کو نصب کرنے کی وجہ سے عذاب قبر میں تخفیف ہوتی تو رسول اکرم ﷺ تمام قبروں کو ہری ٹہنیوں کو نصب فرماتے۔تیسری بات یہ ہے کہ ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالی نے ان دو قبر والوں کے تعلق سے رسول اکرم ﷺ کو رخصت عطا فرمائی ہو، اور کسی دوسرے قبر والے کے تعلق سے یہ خصوصیت حاصل نہ ہو، اس وجہ سے قبروں پر ہری ٹہنیوں کو نصب کرنا یا اسے عذاب قبر میں تخفیف کا باعث تصور کرنا بہر صورت درست نہیں ہے۔واللہ اعلم۔

(۵) بغیر وضو نماز پڑھنا: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:''اللہ کے بندوں میں سے ایک بندے کو قبر میں سو کوڑے مارنے کا حکم دیا گیا، چنانچہ وہ اللہ سے سوال کرتا رہا اور اس میں کمی کی دعا کرتا رہا حتی کہ ایک کوڑا رہ گیا تو اسے ایک کوڑا مارا گیا جس سے اس کی قبر آگ سے بھر گئی، اور جب اس سے یہ سزا ختم ہوئی اور اسے ہوش آیا تو اس نے دریافت کیا: تم نے مجھے کوڑا کیوں مارا؟ تو اسے بتایا گیا کہ تم نے ایک نماز بغیر وضو ادا کی تھی اور ایک مظلوم شخص کے پاس سے گزرے تو اس کی مدد نہ کی''۔(مشکل الآثار للطحاوی ۴/۲۳۱، شیخ البانی نے صحیحہ/ 2774 میں اسے حسن قرار دیا ہے۔)

(۶) مظلوم کی مدد نہ کرنا: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی سابقہ حدیث سے اس بات کا علم ہوتا ہے کہ مظلوم کی مدد نہ کرنا اسباب عذاب قبر میں سے ایک سبب ہے۔

(۷) میت پر نوحہ خوانی کرنے سے میت کو قبر میں عذاب ہوتا ہے:

میت پر نوحہ خوانی، گریہ وزاری اور آہ وبکا حرام ہے بلکہ دینِ اسلام کی تعلیم ہے کہ اگر آپ کے چہیتوں میں سے کوئی وفات پاجاتا ہے تو آپ صبر وشکیبائی کا مظاہرہ کریں، قضاء وقدر کو تسلیم کریں اور نوحہ خوانی وغیرہ سے بالکلیہ پرہیز کریں۔ اگر آپ نوحہ خوانی کرتے ہیں تو جہاں اس کا وبال آپ کے سر آتا ہے کہ آپ رسول اکرم ﷺ کے احکامات کی خلاف ورزی کررہے ہیں، وہیں اس وجہ سے مردے کو بھی عذاب ہوتا ہے۔ مردے کو عذاب اس وجہ سے ہوتا ہے کہ یا تو وہ اپنے مرنے کے بعد آہ وبکا کی وصیت کرگیا ہوتا ہے یا پھر اپنے ماتحتوں کو اسلامی تعلیمات سے روشناس نہیں کیا ہوتا کہ مردے پر آہ وفغاں کرنا درست نہیں ہے۔ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''المَيِّتُ يُعَذَّبُ فِي قَبْرِهِ بِمَا نِيحَ عليه [وفي روايةٍ]: المَيِّتُ يُعَذَّبُ بِبُكَاءِ الحَيِّ عليه'، یعنی مردے کو اس کی قبر میں اس پر کئے جانے والے نوحہ کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ زندوں کے رونے کی وجہ سے مردے کو عذاب دیا جاتا ہے۔ (صحیح بخاری/1229، صحیح مسلم/927)

یہ وہ بعض معاصی ومنکرات ہیں جن کے بارے میں قرآن وحدیث میں صراحتاً وارد ہے کہ یہ اسبابِ قبر میں ہیں اور ان برائیوں اور گناہوں کے کاموں کو انجام دینے والا انسان عذابِ قبر میں مبتلا ہوگا۔ اس کے علاوہ کچھ ایسے بھی فسق وفجور اور معاصی ومنکرات ہیں جن کے تعلق سے صراحتاً تو نہیں وارد ہے کہ یہ اسبابِ قبر میں سے ہیں لیکن علمائے کرام نے انہیں عذابِ قبر کے اسباب کے طور پر ذکر کیا ہے۔ درج ذیل سطور میں ایسے ہی اعمال کا انتہائی اختصار کے ساتھ تذکرہ کیا جارہا ہے تاکہ ہم ان اعمال سے بھی اپنے آپ کو بچائیں۔

☆ شریعت اسلامیہ کے اندر تبدیلی پیدا کرنا: شریعت کے اندر تبدیلی پیدا کرنا سخت گناہ کا کام ہے یعنی اگر کوئی شخص شریعت کے ذریعہ حلال کردہ چیزوں کو حرام اور حرام کردہ چیزوں کو حلال قرار دیتا ہے تو ایسا شخص اپنے اوپر عذابِ الٰہی کو دعوت دیتا ہے بلکہ سورہ نحل کی آیت نمبر (116) میں اسے اللہ پر افترا اور الزام قرار دیا گیا ہے۔ شریعت کے اندر تغیر وتبدیلی کا وبال یہ ہے کہ اس جرم کا مرتکب انسان عذابِ قبر سے دوچار ہوگا۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''رَأَيْتُ عَمْرَو بْنَ عَامِرٍ الْخُزَاعِيَّ يَجُرُّ قُصْبَهُ فِي النَّارِ كَانَ أَوَّلَ مَنْ سَيَّبَ السَّوَائِبَ''، یعنی میں نے عمرو بن عامر خزاعی کو دیکھا کہ وہ اپنی انتڑیوں کو جہنم میں گھسیٹ رہا تھا۔ یہ پہلا شخص تھا جس نے دیوتاؤں کے نام پر جانور چھوڑنے کی رسم نکالی تھی۔ (صحیح بخاری/4623)

☆ کذب بیانی اور دروغ گوئی: جھوٹ بولنا سنگین دینی، سماجی اور اخلاقی جرم ہے۔ اگر کوئی شخص جھوٹ بولتا ہے تو ایسا شخص شریعت کی نگاہ میں مبغوض ہے۔ دروغ گو انسان کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا ہے اور ایسا انسان لوگوں کے بیچ اپنا اعتبار کھودیتا ہے۔

جھوٹ بولنا اس قدر بڑا جرم ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے اس کے تعلق سے مختلف حدیثوں میں سزا اور وعید کا تذکرہ کیا ہے۔ سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث میں مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے اپنا ایک خواب بیان کرتے ہوئے فرمایا: ہم چل دیے تو ایک آدمی کے پاس پہنچے جو پیٹھ کے بل چت لیٹا ہوا تھا۔ اور دوسرا شخص اس کے پاس لوہے کا آنکڑا لیے کھڑا تھا۔ وہ اس کے چہرے کے ایک طرف آتا اور اس کے جبڑے کو گدی تک، اس کے نتھنے کو گدی تک چیر دیتا۔ پھر چہرے کے دوسری طرف جاتا تو ادھر بھی اسی طرح چیرتا جس طرح اس نے پہلی جانب کیا تھا۔ وہ ابھی دوسری جانب سے فارغ نہ ہوتا تھا کہ پہلی جانب اپنی صحیح حالت میں آجاتی۔ پھر دوبارہ وہ اسی طرح کرتا جس طرح اس نے پہلی مرتبہ کیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے ان سے کہا: سبحان اللہ! یہ دونوں کون ہیں؟......... اس شخص کے عذاب کی حقیقت بیان کرتے ہوئے کہا تھا........ اور وہ شخص جس کے پاس آپ گئے تھے اور اس کا جبڑا گدی تک، اس کے نتھنے گدی تک اور اس کی آنکھیں گدی تک چیری جارہی تھیں وہ ایسا شخص ہے جو صبح اپنے گھر سے نکلتا اور سارا دن جھوٹ بولتا رہتا حتیٰ کہ دور دراز تک اس کا جھوٹ پہنچ جاتا۔ (صحیح بخاری/6640)

اس حدیث سے آپ اندازہ لگاسکتے ہیں کہ جھوٹ بولنا کتنا سنگین جرم ہے۔ کچھ لوگ جھوٹ کے اس قدر رسیا ہوتے ہیں کہ وہ چھوٹے بڑے تمام معاملات میں جھوٹ بولتے ہیں اور جھوٹ بولنے کو کمالِ ہوشیاری سمجھتے ہیں جبکہ شاید انہیں معلوم نہیں کہ وہ جھوٹ بول کر اپنے آپ کو مصیبت میں ڈال رہے ہیں اور اس پر قیامت کے روز ان کا مواخذہ ہوگا۔

☆ قرآن کریم حاصل کرنے کے بعد اس نعمت کی قدر نہ کرنا اور فرض نمازوں کو پڑھے بغیر سونا: قرآن کریم سیکھنا اور سکھانا سب سے بڑی دولت ہے بلکہ علی الاطلاق دنیا کا سب سے محترم عمل ہے۔ قرآن کریم سیکھنے اور سکھانے والے سب سے باعزت لوگ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کے قاری کے لئے بے شمار فضائل بیان فرمائے ہیں۔ قاری ہی وہ اکیلا ایسا فرد ہوگا جس سے کہا جائے گا کہ تم قرآن کریم پڑھتے جاؤ؟ اور جنت کے درجات طے کرتے جاؤ؟، جہاں تم قرآن کریم کی آخری آیت پڑھوگے وہی تمہارا مقام ومرتبہ ہوگا۔ قرآن پاک کے قاری کے والدین کو قیامت کے روز تاج کرامت سے عزت افزائی کی جائے گی اور بعض روایتوں میں وارد ہے کہ اللہ تعالیٰ قاری کی سفارش کو اس کے اہل خانہ کے حق میں قبول فرمائے گا۔

قرآن کریم کا علم اس قدر معزز ومحترم ہے کہ اگر کوئی شخص اسے حاصل کرنے کے بعد اسے فراموش کرتا ہے یا اس کے تعلق سے بے اعتنائی برتتا ہے تو ایسے شخص کو رسول اکرم ﷺ نے سخت وعید کی دھمکی دی ہے۔ چنانچہ سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کی سابقہ حدیث میں وارد ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے اپنا خواب بیان کرتے ہوئے بتایا: ہم ایک آدمی کے پاس آئے جو لیٹا ہوا تھا اور دوسرا آدمی اس کے پاس ایک پتھر

لیے کھڑا تھا۔ اچانک وہ اس کے سر پر پتھر مارتا تو اس کا سر توڑ دیتا اور پتھر لڑھک کر دور چلا جاتا۔ وہ پتھر کے پیچھے جاتا اور اسے اٹھا لاتا۔ اس کے واپس آنے سے پہلے پہلے دوسرے کا سر صحیح ہو جاتا جیسا کہ پہلے تھا۔ کھڑا ہوا شخص پھر اسی طرح مارتا اور وہی صورت پیش آتی جو پہلے آئی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے ان دونوں سے کہا: سبحان اللہ! کیا ماجرا ہے؟ یہ دونوں شخص کون ہیں؟۔۔۔۔جس کا سر پتھر سے کچلا جا رہا تھا یہ وہ شخص ہے جو قرآن سیکھتا، پھر اسے چھوڑ دیتا اور فرض نماز پڑھے بغیر سو جاتا تھا۔(صحیح بخاری/6640)

☆**سود کھانا**: سود لینا اور دینا سخت گناہ ہے۔ سودی کاروبار میں حصہ لینے والے کو سورہ بقرہ آیت نمبر (279) میں اللہ اور اس کے رسول کے خلاف اعلان جنگ کرنے والا کہا گیا ہے بلکہ اللہ کے رسول ﷺ نے سود کی ستر سے زائد شاخیں بتائی ہیں اور ان میں سب سے آسان درجہ یہ بتایا ہے کہ انسان اپنی والدہ کے ساتھ منہ کالا کرے۔(سنن ابن ماجہ/2275، شیخ البانی نے صحیح الجامع/3539 میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔)

سود کی وجہ سے انسان عذاب قبر میں مبتلا ہوگا۔ سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں وارد ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے اپنے خواب کو بیان کرتے ہوئے فرمایا: پھر ہم ایک نہر پر آئے۔ وہ نہر خون کی طرح سرخ تھی۔ اس میں ایک تیرنے والا آدمی تیر رہا تھا۔ نہر کے کنارے اور آدمی تھا جس کے پاس بہت سے پتھر جمع تھے۔ جب تیروالا آدمی اس شخص کے پاس پہنچتا جس نے پتھر جمع کر رکھے تھے وہ اس کا منہ کھول دیتا اور زور سے پتھر مار کر اسے پیچھے دھکیل دیتا اور وہ پھر تیرنے لگتا۔ پھر اس کے پاس لوٹ کر آتا جیسے پہلے آیا تھا تو وہ اس کے منہ کھول دیتا اور منہ پر زور سے پتھر مار کر اسے پیچھے دھکیل دیتا۔ اس شخص کے بارے میں فرشتے نے بتایا کہ آپ جس آدمی کے پاس آئے اور خونی نہر میں تیر رہا تھا اور اس کے منہ میں پتھر مارے جا رہے تھے وہ وہ سود خود تھا۔(صحیح بخاری/6640)

☆زنا کاری: زنا و بدکاری سنگین جرم ہے لیکن موجودہ زمانے میں خطرناک حد تک پھیلا ہوا ہے۔ یہ جرم بھی عذاب قبر کے اسباب میں سے ایک سبب ہے۔ سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کی حدیث میں وارد ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے خواب کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا تھا: پھر ہم ایک تنور جیسی چیز پر آئے۔ اس میں شور و غل کی آواز تھی۔ ہم نے جھانک کر دیکھا تو اس میں ننگے مرد اور ننگی عورتیں تھیں۔ جب ان کے پاس نیچے سے آگ کا شعلہ آتا تو وہ چلانے لگتے۔ میں نے ان دونوں سے پوچھا: یہ کون ہیں؟۔۔۔۔اور وہ ننگے مرد اور ننگی عورتیں جو تنور میں آپ نے دیکھے وہ زنا کار مرد اور زنا کار عورتیں تھیں۔(صحیح بخاری/6640)

امام ابن قیم الجوزیہ رحمہ اللہ نے آخر الذکر چار گناہوں کو اسباب قبر میں ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے: ”هذا نص في عذاب البرزخ، فإن رؤيا الأنبياء وحي مطابق لما في نفس الأمر“ یعنی یہ عذاب برزخ کے تعلق سے نص ہے کیونکہ انبیائے کرام کے خواب وحی ہوتے ہیں اور حقیقت حال سے آہنگ بھی ہوتے ہیں۔(الروح لابن القیم، ص:۱۷۱)

☆قول و عمل میں تضاد: قول و عمل میں تضاد چاہے جس نوعیت کا ہو، شریعت اسے غیر مستحسن قرار دیتی ہے۔ ایک مومن شخص پر واجب ہے کہ جب وہ لوگوں کے مابین امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دے تو خود بھی اپنی باتوں پر عمل کرے کیونکہ دینِ اسلام نے ”خود را فضیحت دیگراں را نصیحت“ کو باعثِ گناہ قرار دیا ہے اور یہ لائق سزا ہے۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”میں نے معراج کی رات کچھ ایسے لوگوں کو دیکھا جن کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے تھے۔ میں نے پوچھا: اے جبرئیل! یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا: یہ آپ کی امت کے خطباء حضرات ہیں جو لوگوں کو بھلائیوں کا حکم دیا کرتے تھے لیکن اپنے نفس کو فراموش کر بیٹھتے تھے جبکہ وہ قرآن پاک پڑھتے تھے پھر بھی نہیں سمجھا کرتے تھے۔(مسند احمد ۳/۱۲۰، شیخ البانی نے صحیحہ/۱۹۲ میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔)

☆رمضان میں روزہ کا اہتمام نہ کرنا: ابوامامہ (صدی بن عجلان) باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”میں سویا ہوا تھا کہ میرے پاس دو شخص آئے اور میرے بازو پکڑ کر مجھے سخت اور دشوار گزار پہاڑ کے پاس لائے اور کہنے لگے: اس پر چڑھیے، میں نے انہیں کہا کہ مجھ میں اس پر چڑھنے کی طاقت نہیں، وہ دونوں کہنے لگے ہم آپ کے لیے اسے آسان کر دیں گے، تو میں اس پہاڑ پر چڑھ گیا جب اوپر پہنچا تو وہاں شدید قسم کی آوازیں آ رہی تھیں، میں نے کہا یہ آوازیں کیسی ہیں؟

وہ کہنے لگے: یہ جہنمیوں کی آہ و بکا ہے، پھر وہ مجھے آگے لے گئے جہاں پر کچھ لوگ کونچوں کے بل لٹک رہے تھے اور ان کی باچھیں کٹی ہوئی تھیں، اور ان کی باچھوں سے خون بہہ رہا تھا، میں نے کہا یہ لوگ کون ہیں؟

وہ کہنے لگے: یہ وہ لوگ ہیں جو افطاری سے قبل ہی اپنے روزے افطار کر لیا کرتے تھے۔“(صحیح ابن حبان، مستدرک حاکم ۱/۲۹۰-۲۹۱، شیخ البانی نے صحیحہ/3951 میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔)

☆اسبال ازار: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”بَيْنَمَا رَجُلٌ يَجُرُّ إِزَارَهُ مِنَ الْخُيَلَاءِ خُسِفَ بِهِ فَهُوَ يَتَجَلْجَلُ فِي الْأَرْضِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ“ یعنی ایک شخص اپنی چادر کو تکبر سے لٹکاتا ہوا جا رہا تھا تو اسے زمین میں دھنسا دیا گیا۔ وہ قیامت تک زمین میں دھنستا ہی چلا جائے گا۔(صحیح بخاری/3485، صحیح مسلم/2088)

☆حجاج کے اموال چوری کرنا: جابر رضی اللہ عنہ سے مروی صلاۃ کسوف سے متعلق حدیث میں اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: آگ (میرے سامنے)

لائی گئی اور یہ اس وقت ہوا جب تم نے مجھے دیکھا کہ میں اس ڈر سے پیچھے ہٹا ہوں کہ اس کی لپٹیں مجھ تک نہ پہنچیں۔ یہاں تک کہ میں نے اس آگ میں مڑے ہوئے سرے والی چھڑی کے مالک کو دیکھ لیا، وہ آگ میں اپنی انتڑیاں کھینچ رہا ہے۔ وہ اپنی اس مڑے ہوئے سرے والی چھڑی کے ذریعے سے حاجیوں کی (چیزیں) چوری کرتا تھا۔ اگر اس (کی چوری) کا پتہ چل جاتا تو کہہ دیتا: یہ چیز میری لاٹھی کے ساتھ اٹک گئی تھی، اور اگر پتہ نہ چلتا تو وہ اسے لے جاتا۔ (صحیح مسلم/904)

☆ جانور کو باندھنا، ان پر ظلم کے پہاڑ توڑنا اور ان کے ساتھ شفقت کا معاملہ نہ کرنا: جابر رضی اللہ عنہ سے مروی سابقہ حدیث میں ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''رَاَیۡتُ فِیۡهَا [ای: النار] صَاحِبَةَ الۡهِرَّةِ الَّتِی رَبَطَتۡهَا فَلَمۡ تُطۡعِمۡهَا وَلَمۡ تَدَعۡهَا تَاۡکُلُ مِنۡ خَشَاشِ الۡاَرۡضِ حَتّٰی مَاتَتۡ جُوۡعًا ''یعنی میں نے اس (آگ) میں بلی والی اس عورت کو بھی دیکھا جس نے اس (بلی) کو باندھ رکھا، نہ خود اسے کچھ کھلایا اور نہ اسے چھوڑا کہ وہ زمین کے اس چھوٹے موٹے جاندار اور پرندے کھا لیتی، حتیٰ کہ وہ (بلی) بھوک سے مر گئی۔ (صحیح مسلم/904)

☆ قرض: سعد بن اطول رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میرا ایک بھائی فوت ہو گیا، اس نے تین سو دینار ترکے میں چھوڑے اور چھوٹے بچے چھوڑے، میں نے ان پر کچھ خرچ کرنا چاہا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارا بھائی مقروض ہو کر فوت ہوا ہے لہٰذا جا کر پہلے ان کا قرض ادا کرو، چنانچہ میں نے جا کر اس کا قرض ادا کیا اور حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میں نے اپنے بھائی کا سارا قرض ادا کر دیا ہے اور سوائے ایک عورت کے کوئی قرض خواہ نہیں بچا، وہ دو دیناروں کی مدعی ہے لیکن اس کے پاس کوئی گواہ نہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے سچا سمجھو اور اس کا قرض بھی ادا کرو۔ (سنن ابن ماجہ ۲/۸۲، مسند احمد/17227، شیخ البانی نے اس روایت کو صحیح الجامع/1550 میں صحیح قرار دیا ہے۔)

یہ عذاب قبر کے چند اسباب ہیں۔ ان اعمال کا تذکرہ علمائے کرام نے اپنی کتابوں میں عذاب قبر کے اسباب کے طور پر ذکر کیا ہے۔ ان میں سے کچھ اعمال کے تعلق سے تو یہ صراحت موجود ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے انہیں عذاب قبر کا سبب بتایا ہے لیکن ان میں بعض ایسے اعمال بھی موجود ہیں جن میں اس بات کی صراحت موجود نہیں ہے لیکن چونکہ رسول اکرم ﷺ نے انہیں اپنے خواب میں یا معراج کی شب دیکھا تھا تو ظاہر ہے کہ یہ عالم برزخ میں ہی موجود تھے اور انہیں برزخی دنیا ہی میں دیکھا تھا کیونکہ قیامت تو ابھی قائم ہوئی نہیں ہے جو لوگ جہنم میں پہنچے ہوں اور اللہ کے رسول اللہ ﷺ نے انہیں جہنم میں دیکھا ہو۔ نیز بعض اعمال کے تعلق سے یہ وضاحت موجود ہے کہ قبر میں ان کے ساتھ یہ دردناک عذاب دیا جائے گا تو اس بنیاد پر بھی انہیں اسبابِ عذابِ قبر کے ضمن میں ذکر کیا گیا ہے۔

☆☆☆

(بقیہ صفحہ ۱۴ کا)

☆ بچوں کی تربیت اس طرح کی جائے کہ اپنی سطح پر دوسروں کو فائدہ پہنچانے کا ان کا مزاج بن جائے مثلاً کوئی بھلی بات بتا دیں، کوئی بھلائی کا کام کر دیں، کچھ صدقہ کر دیں یا کسی کو نصیحت ہی کر دیں۔

☆ جب ماں باپ اپنے والدین سے ملیں تو اس دوران چھوٹے بچے بھی ان کے ساتھ رہیں تا کہ والدین کے ساتھ حسن سلوک، مہربانی، رحم دلی، سلام وکلام، اچھے انداز میں گفتگو، خدمت اور نیکی کا علمی و عملی سبق ملے۔ کیونکہ اس کی بڑی اہمیت ہے۔

☆ بہتر ہے کہ صرف خاندان کے لوگوں کے درمیان ان بچوں سے ملنے کے لیے ایک دن متعین کر لیا جائے اور پھر ان بچوں نے جو الفاظ لکھے ہیں یا جو کلمات یاد کیے ہیں انہیں اپنے خاندان کے لوگوں کے سامنے پیش کریں۔ اس سے ان کے اندر خود اعتمادی پیدا ہوگی اور کلام کرنے میں جھجک دور ہوگی۔

☆ بچوں کے آداب کے حوالے سے ایک ایسے طے شدہ تعلیمی طریقۂ کار کا قیام جس پر والدین متفق ہوں اور یہ سب پوائنٹس پر مبنی ہو۔ جب بچہ حسن ادب کا مظاہرہ کرے تو اسے اس کا پوائنٹ ملے، پھر مہینے کے آخر میں اس کے اعتبار سے تکریم وحوصلہ افزائی کی جائے۔

☆ چھوٹے بچوں کو پورے سلام (السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ) کرنے کی عملی تربیت دی جائے۔ بچے کی زبان سے جب پورے سلام کے کلمات ادا ہوں گے تو ماحول بے حد خوشگوار ہوگا ساتھ ہی انہیں سلام کرنے کا اجر وثواب بھی بتایا جائے۔

☆ بچے کوئی بھی اچھا کام کریں تو ان کا شکریہ ادا کیا جائے اور ہمت افزائی کی جائے۔ ہمت افزائی کبھی زبانی ہوتی ہے جیسے آپ نے کہہ دیا: بہت خوب، شکریہ اور کبھی دعا کی شکل میں اور کبھی مال کی شکل میں اور کبھی نقد کی صورت میں کہ انہیں کچھ دیدیا جائے۔ اس طرح کے اقدامات سے بچوں کے اندر مثبت فکر جنم لیتی ہے۔

مندرجہ بالا باتیں بچوں کی تربیت میں اہم کردار کرتی ہیں اور یقینی طور پر ان کے مثبت اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ اس بات کا خاص خیال رکھا جائے کہ آج کل جدید ٹیکنالوجی کے ذریعہ بچوں کے لیے جو کھیل یا کارٹون تیار کیے جا رہے ہیں، ان میں منفی باتیں بھی ہوتی ہیں اور بسا اوقات بدعقیدگی، منفی خیالات اور سماجی خلل بھی ان سے ذہن ودماغ میں پیدا ہونے کا خدشہ بنا رہتا ہے، ان سے اپنے بچوں کو بہر حال دور رکھیں اور ان کے پاس بھی پھٹکنے نہ دیں۔

آخری بات: ہفتہ میں ایک بار خاندان کے تمام چھوٹے بچوں کو جمع کیا جائے اور ان کے لیے عقیدے سے متعلق امور پر ایک پروگرام رکھا جائے۔ یہ ہفتہ واری پروگرام ایک گھنٹہ کا ہی ہو جس میں ایمان سے متعلق کسی معمولی عمل کی تشریح کی جائے جیسے چاشت کی نماز، وتر کی نماز، سو بار سبحان اللہ وغیرہ۔ اس پروگرام میں ہلکا پھلکا کچھ کھانا پینا اور کچھ تحفے تحائف کا انتظام ہو جن سے بچوں کی ہمت افزائی ہو سکے۔ یہ عمل پابندی سے کیا جائے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بچوں کی تربیت کے سلسلے میں عملی اقدامات کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین

☆☆

کہتی ہے تجھ کو خلق خدا غائبانہ کیا

(مولانا محمد اعظمی رحمہ اللہ)

مولانا اسعد اعظمی / جامعہ سلفیہ، بنارس

والد محترم مولانا محمد اعظمی رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ (متوفی ۱۱/جولائی ۲۰۲۳ء=۲۳/ ذو الحجہ ۱۴۴۴ھ) کی وفات کے بعد ملک اور بیرون ملک سے عربی وارد و دونوں زبانوں میں بڑی تعداد میں تعزیتی خطوط و پیغامات مختلف ذرائع سے موصول ہوئے تھے۔ان میں سے اکثر پیغامات بذریعہ واٹس ایپ اور ای میل پہنچے تھے اور مرور ایام کے ساتھ ان کے منتشر ہونے اور ضائع ہونے کا خدشہ تھا۔ جب کہ یہ پیغامات و تاثرات بہت سارے تاریخی حقائق، قیمتی معلومات اور موصوف کی زندگی کے اہم گوشوں پر مشتمل تھے اس لیے ان کی تدوین وحفاظت ضروری تھی۔ یہ کام اور پہلے ہوجانا چاہیے تھا،لیکن بہ وجوہ اس میں تاخیر ہوتی گئی۔ یہ بھی واضح رہے کہ یہ صرف وہ تحریری رسائل وپیغامات ہیں جو عام تعزیتی الفاظ وادعیہ کے علاوہ کچھ مزید معلومات یا جذبات پر مشتمل تھے ۔کیوں کہ ایک بڑی تعداد ایسے پیغامات کی بھی تھی جو صرف مسنون تعزیتی کلمات اور دعاؤں پر مشتمل تھے۔احباب اور بہی خواہوں کے وہ دعائیہ کلمات بھی ہمارے لیے اور والد رحمہ اللہ کے لیے بے حد قیمتی ہیں، اللہ تعالی ان تمام محبین کے دل سے نکلی دعاؤں کو شرف قبول بخشے۔اس کے علاوہ بہت سارے لوگوں کی دعائیں اور تعزیتی کلمات براہ راست فون سے یا بالمشافہہ بھی ملتے رہے جو ہم تمام پسماندگان کے لیے اس حادثہ فاجعہ میں صبر وشکیبائی کا ذریعہ بنے اور ان شاء اللہ والد رحمہ اللہ کے حق میں رحمت ومغفرت کا بھی سبب بنیں گے۔

ان تاثراتی وتعزیتی کلمات کو مرتب کرتے وقت ان کو اصلی حالت میں باقی رکھا گیا ہے، چنانچہ قارئین ملاحظہ فرمائیں گے کہ ان میں سے بعض عنوان کے ساتھ ہیں اور بعض بغیر عنوان کے، بعض میں تعزیت نگار کا نام شروع میں ہے تو بعض کا آخر میں الخ۔ بعض پیغامات مفصل ہیں تو بعض مختصر، اور بعض ایک مستقل مضمون کی حیثیت رکھتے ہیں۔ بہر حال اس موقع پر میں اپنی طرف سے اور جملہ متعلقین کی طرف سے ان تمام قدر دانوں کا دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے کسی بھی ذریعے سے غم والم کی اس ساعت میں ہماری ڈھارس بندھائی، دعائیں دیں اور شریک غم رہے۔ مجھے اچھی طرح یہ بھی معلوم ہے کہ عرب وعجم میں پھیلے ہوئے والد گرامی کے ہزاروں شاگرد، محبین اور قدرداں، نیز راقم آثم کے شاگردان اور بہی خواہان نے ہم سے کسی طرح کا رابطہ کیے بغیر دل کی گہرائیوں سے والد صاحب کے حق میں دعائیں کی ہوں گی۔ ان میں کتنے اکابر علماء، اتقیاء، صلحاء اور تہجد گزار ہوں گے جن کے دل سے نکلی ہوئی دعائیں رب ذوالجلال کی بارگاہ میں شرف قبول پائی ہوں گی، اور والد صاحب کے لیے مغفرت اور رحمت کا سبب بنی ہوں گی۔

تعزیتی کلمات وپیغامات:

☆ شیخ العرب والعجم استاذ الاساتذہ سند العلماء بقیۃ السلف مولانا محمد اعظمی صاحب کا انتقال پُر ملال

یہ خبر نہایت ہی رنج وافسوس کے ساتھ سنی گئی کہ شیخ العرب والعجم استاذ الاساتذہ سند العلماء بقیۃ السلف نامور عالم دین مولانا محمد اعظمی صاحب طویل علالت کے بعد آج بتاریخ 11 جولائی 2023ء، بوقت تقریبا سوا نو بجے شب بعمر تقریبا 93 سال داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔انا للہ وانا الیہ راجعون. اللهم اغفرله وارحمه وعافه واعف عنه واكرم نزله ووسع مدخله ونقه من الذنوب كما نقيت الثوب الابيض من الدنس وادخله الفردوس الاعلى من الجنة والهم اهله وذويه الصبر والسلوان .ان العين تدمع والقلب يحزن ولانقول الابما يرضى ربناسبحانه وتعالى .ان لله مااعطى وله مااخذ وكل شئى عنده باجل مسمى.

مولانا محمد بن مولانا عبد العلی بن شیخ عبداللہ بن مولانا علیم اللہ بن حکیم جمال الدین رحمہ اللہ بڑے خلیق وملنسار، سادگی پسند، متواضع، علماء نواز اور ورع وتقویٰ میں سلف کی یادگار تھے۔ ان کا انتقال علمی وتحقیقی دنیا کا عظیم خسارہ ہے۔ مولانا محمد اعظمی نے جامعہ عالیہ عربیہ مئو، جامعہ فیض عام مئو، جامعہ دار السلام عمر آباد، مدرسہ دار الحدیث رحمانیہ دہلی اور مدرسہ اسلامیہ دارانگر بنارس میں اکابر علماء و جہابذہ علم و دانش سے اکتساب فیض کیا جن میں سے مولانا محمد بن سلیمان داود مئوی، مولانا احمد بن ملا حسام الدین مئوی، مولانا محمد نعمان اعظمی اور مولانا ابو القاسم سیف بنارسی، شیخ الکل فی الکل سید نذیر حسین محدث دہلوی کے شاگرد رشید تھے۔ آپ نے تقریباً پینتالیس سال تک جامعہ عالیہ عربیہ مئو، مدرسۃ الاصلاح سرائے میر، جامعہ فیض عام مئو، مدرسہ خیر العلوم سیونی اور کلیۃ فاطمۃ الزہراء للبنات مئو میں تدریسی وتربیتی اور انتظامی خدمات انجام دیں۔ آپ نے اس دوران متعدد دینی وعلمی کتابیں تصنیف فرمائیں جن میں آداب زواج، شریعت و عادت، نقوش رحمانی، کائنات کا آغاز و انجام، نماز نبوی، مستند دعائیں، تذکرۃ البخاری، دعایۃ الایمان، قرآن کریم پڑھنے پڑھانے کے آداب

وغیرہ قابل ذکر ہیں۔آپ برصغیر کے ان چند علماء میں سے تھے جوفن حدیث میں سند عالی رکھتے تھے،اس لیے عرب وعجم کے ہزاروں طلبہ نے آپ سے اکتساب فیض کیا جو آپ کے لیے صدقہ جاریہ ہیں۔ان شاءاللہ۔

مولانا مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے کاز سے بڑی دلچسپی رکھتے تھے اور ناچیز کو بہت عزیز رکھتے تھے اور جمعیت کی ہمہ جہت خدمات کے بارے میں سن کر خوشی کا اظہار کرتے اور دعاؤں سے نوازتے تھے۔ابھی کچھ دنوں پہلے لوہیا، مبارک پور کے جلسے کی مناسبت سے محض مولانا سے ملاقات اور دعا کی غرض سے حاضر ہوا۔مولانا نے برجستہ فرمایا کہ آپ ماشاءاللہ بہت ساری خدمات انجام دے رہے ہیں۔ہر ملاقات میں بے حد ہمت افزائی فرماتے تھے۔مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند نے گراں قدر علمی وتحقیقی اور تدریسی خدمات کے اعتراف میں ان کو ایوارڈ سے نوازا تھا۔

ان کے جنازے کی نماز آبائی وطن مئو کی عیدگاہ اہل حدیث ڈومن پورہ پچھم میں کل صبح دس بجے ادا کی جائے گی۔ان شاءاللہ۔پسماندگان میں معروف عالم دین اور صاحب قلم مولانا اسعد اعظمی سمیت چھ بیٹے عزیزان احمد، اجود، ارشد، امجد اور اسجد اور چھ بیٹیاں اور متعدد پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان کی بال بال مغفرت فرمائے، بشری لغزشوں سے درگذر فرمائے، دینی و دعوتی خدمات کو شرف قبولیت بخشے، جنت الفردوس کا مکین بنائے، جملہ پسماندگان و متعلقین کو صبر جمیل کی توفیق بخشے اور ملک ملت اور جمعیت و جماعت کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔آمین

شریک غم ودعاگو

اصغر علی امام مہدی سلفی

امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

☆مکرمی جناب مولانا اسعد اعظمی صاحب/حفظکم اللہ

استاذ جامعہ سلفیہ بنارس

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید کہ مزاج گرامی بخیر وعافیت ہوگا۔

مجھے یہ افسوس ناک خبر ملی کہ ۱۱/جولائی ۲۰۲۳ء بروز منگل تقریباً ساڑھے نو بجے رات آپ کے والد گرامی فضیلۃ الشیخ محمد اعظمی صاحب کا انتقال ہوگیا۔

یقیناً یہ سانحہ جماعت وجمعیت کے لیے عظیم خسارہ اور ملت اسلامیہ کے لیے ایک بڑا حادثہ ہے،لیکن بحیثیت مومن ہم ”إنا لله وإنا إليه راجعون“ پڑھتے ہیں اوران کے حق میں دعا کرتے ہیں:”**اللهم اغفر له وارحمه وعافه واعف عنه وأكرم نزله واجعل مثواه الجنة**“

مولانا موصوف رحمہ اللہ صلاحیت وصالحیت سے متصف جماعت کے قدآور عالم دین تھے۔کامیاب مدرس ومولف اور داعی ہونے کے ساتھ ساتھ قوم وملت کا درد اپنے اندر رکھتے تھے۔آپ کی وفات سے درس وتدریس، تصنیف وتالیف اور دعوت و تبلیغ کے میدان میں ایک متحرک اور باصلاحیت عالم دین کا خلا ہوگیا۔اللہ ملت اسلامیہ کو اس کا نعم البدل عطا فرمائے، **اللهم اجرني في مصيبتي وأخلف لي خيرا منها**۔ اس صدمہ سے آپ حضرات کو جو غیر معمولی تکلیف ہوئی ہوگی اس کا اندازہ لگانا مشکل ہے،لیکن صبر وضبط ضروری ہے۔ **لله ما أخذ وله ما أعطى، وكل شيء عنده بأجل مسمى.**

جامعہ سلفیہ بنارس کے جملہ ذمہ داران، اساتذہ وطلبہ آپ حضرات کے غم میں برابر کے شریک ہیں اور دعاگو ہیں کہ اللہ تعالیٰ مولانا موصوف رحمہ اللہ کی تدریسی وتعلیمی، زبانی وقلمی اور دعوتی واصلاحی وغیرہ جملہ دینی خدمات کو شرف قبولیت عطا کرے اور انہیں ان کے لیے صدقہ جاریہ بنائے، آمین۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عبداللہ سعود بن عبدالوحید

ناظم اعلیٰ جامعہ سلفیہ (مرکزی دارالعلوم) بنارس

☆عزیزی المکرم/فضیلۃ الشیخ اسعد الأعظمی حفظکم اللہ ورعاکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔۔۔۔۔۔وبعد

امید ہے کہ مزاج بخیر ہوں گے،اللہ سبحانہ وتعالیٰ آپ کو ایمان وعمل صالح اور صحت وعافیت والی بابرکت عمر عطا کرے۔اورآپ کو اپنے حفظ وامان میں رکھے،اور اپنے والد گرامی (رحمہ اللہ) کا حقیقی جانشین بنائے۔آمین!

گزشتہ روز آپ والد گرامی فضیلۃ الشیخ المحدث المسند أستاذ الأساتذۃ شیخ الحدیث/محمد الأعظمی رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ وأسکنہ فسیح جناتہ، کی وفات حسرت آیات کی اندوہناک خبر موصول ہوئی۔سن کر دلی صدمہ ہوا،قحط الرجال کے اس دور میں ایسے راسخ فی العلم اور مرجع خلائق علمائے ربانی کا دنیا سے اٹھ جانا بہت بڑا سانحہ اور عظیم حادثہ ہے۔(إنا للہ وإنا الیہ راجعون) اور یہ حقیقت ہے کہ (موت العالم موت العالم) عالم ربانی کی موت ایک جہان علم وعرفان کی موت ہوتی ہے۔اورعلمائے حق کا دنیا سے اٹھ جانا،علم کے اٹھ جانے کا پیش خیمہ ہے اور قرب قیامت کی علامات میں سے ہے۔حضرت اعظمی رحمہ اللہ کے دنیا سے رخصت ہونے سے مسند حدیث ایک عظیم محدث سے محروم ہوگئی اور علمی دنیا میں ایک ایسا خلا پیدا ہو چکا ہے جو پر ہوتا نظر نہیں آرہا۔(**ان العين تدمع والقلب يحزن ولا نقول الا ما يرضى ربنا، وإنا بفراقه لمحزونون**) اس عظیم حادثہ پر ہم اللہ تعالیٰ کی قضاء وقدر پر صبر ورضا کا مظاہرہ کرتے ہوئے دعاگو ہیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کی ہمہ جہت دینی خدمات اور علوم کتاب وسنت کی نشر واشاعت ان کی جہود ومساعی اور قابل

قدر کاوشوں کوشرف قبولیت عطا کرے اوران کے لیے صدقہ جاریہ بنائے۔اللہ رب العزت ان کی حسنات قبول فرمائے اوران کی بشری لغزشوں سے درگزر فرمائے اورانہیں جنت الفردوس میں اعلی مقام عطا کرے۔اورآپ کو بمعہ اہل خانہ اور جملہ لواحقین اور شیخ محترم کے تمام احباب تلامذہ اورتمام متعلقین کوصبر جمیل عطا کرے۔آمین

عزیزی مکرم! حضرت جب کویت تشریف لائے تو اللہ تعالی نے ان کی زیارت اوران کی خدمت کی سعادت حاصل کرنے کا موقع فراہم کیا،کویت کے بہت سے جید علماء نے ان کی مجلس سماع حدیث میں شرکت کرکے ان سے اجازۃ الروایہ حاصل کی،ناچیز کو ہمیشہ حضرت سے نیاز مندانہ تعلق خاطر رہا ہے۔ان کی جدائی کا صدمہ بہت ہے۔لیکن حقیقت یہ ہے کہ۔۔۔رفتید و لے نہ از دل ما۔

مرکز دعوۃ الجالیات (کویت) کے جملہ احباب آپ کے شریک غم ہیں،اورآپ کے تمام خاندان اورحضرت کے تمام لواحقین سے اظہار تعزیت کرتے ہیں اور دعا گو ہیں اللہ تعالی آپ کوصبر جمیل عطا فرمائے اورمرحوم کو جنت الفردوس میں اعلی مقام عطا کرے۔آمین!

شریک غم آپ کا بھائی
عارف جاوید محمدی
(رئیس مرکز دعوت الجالیات۔کویت)

☆ برادرعزیز شیخ اسعد اعظمی واخوانہ صاحبان أعظم اللہ أجرکم،قدر اللہ و ما شاء فعل،ومانقول الا مایرضی ربنا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کل بتاریخ 12/07/2023 صبح بعد صلاۃ فجر معمولات سے فارغ ہونے کے بعد موبائل کھولا تو مختلف گروپوں اورمئو کے احباب کی طرف سے واٹس ایپ پر مسلسل یہ تکلیف دہ اوراندوہناک خبر بجلی بن کرگری کہ آپ حضرات کے والدگرامی شیخ العرب والعجم معروف اور کامیاب مدرس،مصنف،مترجم اور داعی،سابق شیخ الجامعہ وشیخ الحدیث جامعہ عالیہ عربیہ مئوناتھ بھنجن،بقیۃ السلف مشفق محترم شیخ محمد اعظمی بتاریخ 11/07/2023 بوقت تقریبا نو بجے شب ہزاروں صلبی وروحانی اولاد،اعزہ واقربا اوراحباب ومتعلقین کوروتا وبلکتا ہوا چھوڑ کرراہی ملک بقا ہوگئے۔

إناللہ وإنا إلیہ راجعون .

اللھم أجرنافی مصیبتناوأخلف لنا خیرامنھا .للہ ماأعطی ولہ ماأخذ وکل شیء عندہ بأجل مسمی.

برادران مکرم! موت ایک اٹل حقیقت ہے،جس سے کسی کو چھٹکارا نہیں۔اللہ تعالی کا فرمان ہے:

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ (سورہ رحمٰن ۲۶-۲۷)

روئے زمین پر جتنی چیزیں ہیں انکو فنا کے گھاٹ اترنا ہے صرف تیرے رب کی ذات جو بزرگی اورعزت والی ہے باقی رہے گی۔

دوسرے مقام پرفرمایا: کل نفس ذائقة الموت ہرنفس کوموت کا مزہ چکھنا ہے۔

شاعر نے کہا ہے:

موت سے کس کو رستگاری ہے
آج وہ، کل ہماری باری ہے

اسی وجہ سے اسے قرآن کریم میں متعدد مقامات پر ''یقین'' کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے،جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے: واعبد ربک حتی یأتیک الیقین *(الحجر:۹۹) اوراپنے رب کی عبادت کرتے رہیں یہاں تک کہ آپ کوموت آجائے۔

اور گنا ہگاروں اور جہنمیوں کے بارے میں فرمایا: مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ وَكُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَآئِضِيْنَ وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّيْنِ حَتّٰى اَتٰنَا الْيَقِيْنُ فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِيْنَ (المدثر:47_42) تمہیں دوزخ میں کس چیز نے ڈالا؟ وہ جواب دیں گے کہ ہم صلاۃ پڑھنے والوں میں سے نہیں تھے۔اور نہ مسکینوں کو کھانا کھلاتے تھے۔اورہم بحث کرنے والوں کا ساتھ دے کر بحث ومباحثہ میں مشغول رہا کرتے تھے۔اورروز جزا کو جھٹلاتے تھے۔یہاں تک کہ ہمیں موت آگئی۔

یقیناً آپ کے والد رحمہ اللہ کی موت آپ حضرات،آپ کی بہنوں،اور پورے خاندان والوں خصوصا آپ کی والدہ حفظہا اللہ ورعاہا کے لیے ایک بہت بڑا حادثہ اورملت وجماعت کا بہت بڑا خسارہ ہے جسے اللہ تعالی ہی پرکرسکتا ہے۔وماذلک علی اللہ بعزیز . لیکن ایسے نازک مواقع پرہم سب کو اللہ تعالی کی ہدایت وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ (البقرۃ ۱۵۵-۱۵۷)

''اور البتہ ہم تم کو کچھ ڈر،کچھ بھوک،کچھ مال،کچھ جانوں،کچھ پھلوں کے نقصان سے آزمائیں گے اورصبر کرنے والوں کوخوشخبری دے دیجیے۔ان کو جب کوئی مصیبت آپڑتی ہے تو کہتے ہیں ہم اللہ ہی کے ہیں اوراللہ ہی کی طرف جانے والے ہیں۔انھیں لوگوں پر اللہ تعالی کی بخشش اورمہربانی ہے اوریہی (جنت کی) راہ پانے والے ہیں۔'' کے مطابق صبر سے کام لے کر انعامات ربانی اوررحمت الہی کا مستحق بننا چاہیے اوررسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ مبارکہ ہمیشہ سامنے رکھنا چاہیے جو آپ نے

اپنے صاحبزادۂ گرامی ابراہیم کی وفات حسرت آیات پر اشک بار آنکھوں کے ساتھ فرمایا تھا: **إن العين تدمع والقلب يحزن ولا نقول إلا ما يرضى ربنا وإنا بفراقك يا إبراهيم لمحزونون.** آنکھیں اشک بار ہیں، دل غمگین اور رنجیدہ ہے اور ہم وہی کہتے ہیں جس سے اللہ تعالیٰ راضی اور خوش ہوتا ہے۔

ذاتی طور پر میں، میری اہلیہ اور میرے بچے آپ حضرات کے غم میں برابر کے شریک ہیں اور دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ شیخ محترم رحمہ اللہ کی مغفرت فرمائے، ان کی نیکیاں قبول کرے، ان کے درجات بلند کرے اور انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے۔ نیز آپ، آپ کے بھائی بہنوں، آپ کی والدہ اور جملہ متعلقین کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ آمین۔

إن شاء اللہ آپ لوگوں کی دعائیں شیخ محترم کے لیے ذخیرہ آخرت ہوں گی اور وہ پورے طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درج ذیل فرمان کے مستحق ہوں گے:

إذا مات الإنسان انقطع عنه عمله إلا من ثلاثة: صدقة جارية، أو علم ينتفع به، أو ولد صالح يدعو له. (صحیح مسلم)

شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ سے میرے تعلقات کی مدت نصف صدی سے زیادہ پر محیط ہے۔ ستمبر 1972 میں مادر علمی جامعہ اثریہ دارالحدیث مئو سے میری فراغت ہوئی اور جنوری 1973 سے میں نے اپنی مادر علمی سے تدریس کا آغاز کیا۔ اس وقت شیخ جماعت کی قدیم درس گاہ جامعہ عالیہ عربیہ مئو میں شیخ الجامعہ اور شیخ الحدیث کے عہدۂ جلیلہ پر فائز تھے۔ اس لیے میرا جامعہ عالیہ میں اور شیخ کا جامعہ اثریہ میں خصوصاً ان اداروں کے پروگراموں میں آنا جانا برابر رہتا تھا، شیخ بڑے ناصح، امین، خوردوں پر بڑے شفیق، متواضع، ملنسار، بارعب، اور علم اور علمی خزانوں سے بھرپور تھے۔ مجھ پر بڑی شفقت فرماتے تھے، ملاقات پر میرے زیرِ تدریس مضامین اور کتابوں کے بارے میں دریافت کرتے رہتے تھے اور قیمتی مشوروں کے ساتھ محنت سے پڑھانے کی تلقین کرتے رہتے تھے، جس سے میرے اندر بڑی ہمت پیدا ہوتی تھی۔

1980 میں مورخ اہل حدیث علامہ عبدالحمید رحمانی رحمۃ اللہ علیہ نے نسل نو کی تعلیم وتربیت کا راجدھانی دہلی میں "معہد التعلیم الاسلامی" کے نام سے دینی اور عصری علوم کے امتزاج پر مشتمل ایک نیا ادارہ قائم کیا تو میں مادر علمی جامعہ اثریہ سے مستعفی ہو کر معہد میں چلا آیا۔ اس وقت معہد صرف چار کمروں، ایک غسل خانہ، ایک بیت الخلاء اور ایک مطبخ پر مشتمل تھا۔ یہی چار کمرے طلبہ کی رہائش گاہ، درس گاہ، دارالمطالعہ، دارالکتب، مطعم اور صلوات خمسہ کے لیے مصلی تھے۔

میرے مئو سے دلی آنے اور معہد میں اپنی مفوضہ ذمہ داریاں سنبھالنے کے بعد شیخ اعظمی رحمہ اللہ نے از راہ ہمدردی وخیر خواہی ایک مکتوب گرامی لکھا جس کا مضمون یہ تھا:

آپ کی جامعہ اثریہ سے علحدگی اور دلی جانے کا مجھے قطعاً علم نہیں ہوا، ورنہ میں آپ کو وہاں نہیں جانے دیتا۔ اور اگر آپ نے اثریہ سے اکتانے یا اس کو چھوڑنے کا ذرا بھی اشارہ مجھ سے کیا ہوتا تو میں آپ کو وہاں سے زیادہ سہولیات اور آسانیوں کے ساتھ اپنے ساتھ اپنی جامعہ میں رکھواتا اور یہاں بھی سرکاری تنخواہ دلاتا۔ آپ ایسی سنگلاخ وادی میں گئے ہیں جہاں سردست کچھ نہیں ہے، بالکل بے آب وگیاہ زمین ہے، وہاں علم کی کاشت کرنے اور اسے بارآور اور ثمردار بنانے کے لیے بڑی محنت کرنی ہوگی اور شب وروز ایک کرنا ہوگا۔

آپ کی مشفقانہ تحریر بالکل حق بجانب تھی لیکن میں نے شیخ کا شکریہ ادا کر کے دلی اپنی آمد اور معہد میں رہنے کو ترجیح دی۔

ہمارے یہ تعلقات شیخ کی آخری زندگی تک برقرار رہے۔ دلی آنے کے بعد جب مئو جانے کا اتفاق ہوتا تو آپ سے ضرور ملاقات کرتا، اکثر تو میرے بزرگ اور دوست حکیم مصباح الرحمان صاحب شمع میڈیکل اسٹور مرزاہادی پورہ چوک پر ان کے مطب میں شیخ سے ملاقات ہو جایا کرتی تھی، اگر چوک سے گزرتے اور وہاں احقر پر نگاہ پڑ جاتی تو حکیم صاحب کے مطب پر ضرور تشریف لاتے اور ملاقات اور خیریت دریافت کر کے تشریف لے جاتے، نگاہ بچا کر گزرنے کی کوشش کبھی نہیں کی اور جب پیرانہ سالی کی وجہ سے خانہ نشین ہو گئے تو آپ سے ملاقات کے لیے حکیم صاحب حفظہ اللہ کا وسیلہ لیتا۔ کبھی حکیم صاحب کے ساتھ، کبھی حکیم صاحب کے کسی صاحب زادہ کے ساتھ اور کبھی شیخ کے کسی نواسہ کے ساتھ شیخ کے دولت خانہ پر حاضری دیتا، شیخ محترم کمزوری اور نقاہت کے باوجود دیوار کا سہارا لے کر اپنی مجلس میں تشریف لاتے اور ابوالکلام آزاد اسلامک اویکننگ سنٹر اور ذمہ داران کی حالت اور خیریت دریافت فرماتے اور بہتر حالات سن کر شاد کام ہوتے۔

سنٹر اور اس کے بانی علامہ رحمانی رحمہ اللہ سے شروع سے آپ کے تعلقات اچھے اور خوش گوار رہے۔

کئی مرتبہ آپ نے ماہنامہ "التبیان" نئی دہلی کو اپنے گرانقدر مقالات بھی عنایت فرمائے، جنہیں ذمہ داران "التبیان" نے بخوشی شائع کیا۔ مثلا:

1- فضائل اعمال پر اعتراضات وجواب کا سرسری جائزہ۔ شائع شدہ "التبیان" ماہ اپریل 2006.

2- آیت کریمہ: "یا أیہا الذین آمنوا ادخلوا فی السلم کافۃ" کے ترجمہ وتفسیر کے سلسلہ میں پروفیسر صبیح الدین انصاری رحمہ اللہ کے ایک تنقیدی وتحقیقی مضمون کی عالمانہ گرفت بعنوان: "ایک آیت قرآن کی تفسیری تحقیق پر شبہات وملاحظات" دو قسطیں، شائع شدہ ماہ مارچ 2007، واگست، ستمبر واکتوبر 2007.

3- مولانا مجاز رحمانی اعظمی رحمہ اللہ کی وفات کے بعد ایک اہم مقالہ بعنوان "آہ بزم علم وادب کا ایک پرانا چراغ بجھ گیا۔" فجزاہ اللہ خیرا۔

ایک مرتبہ آپ علامہ رحمانی رحمہ اللہ کی حیات میں دلی تشریف لائے تھے، ابوالکلام آزاد اسلامک اویکننگ سنٹر، جامعہ اسلامیہ سنابل اور سنٹر کے دوسرے شعبوں کی زیارت کی تھی اور اس پر اپنے اچھے تاثرات کا اظہار فرمایا تھا۔ فجزاہ اللہ خیرا ورحمہ رحمۃ واسعۃ۔

اللهم اغفر له وارحمه واعف عنه وأكرم نزله و وسع مدخله واغسله بالماء والثلج والبرد ونقه من الخطايا كماينقى الثوب الأبيض من الدنس وأدخله الفردوس الأعلى، وأعذه من عذاب القبر وعذاب النار، وألهم أهله وذويه الصبر والسلوان، وأخلف للأمة والجماعة خيرا منه.

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ .

شریک غم: عاشق علی اثری

سکریٹری ابوالکلام آزاد اسلامک اویکننگ سنٹر، نئی دہلی

☆ برادر فاضل مولانا اسعد اعظمی سلمہ اللہ

استاد جامعہ سلفیہ ومدیر ماہنامہ محدث بنارس

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کے والد گرامی مولانا محمد صاحب رحمہ اللہ کی وفات سے دل کو رنج وغم لاحق ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ وہ اس دور قحط الرجال میں بڑی مغتنم شخصیت کے مالک تھے۔ ان کے اندر علمی پختگی، باریک بینی، نکتہ سنجی کی صفتیں پائی جاتی تھیں اور فقہ وحدیث پر بڑی وسیع نظر رکھتے تھے۔ گویا اس دور زوال میں تعلیمی ودعوتی قافلہ کے سالاروں میں سے تھے۔

مجھے ان سے ملنے اور استفادہ کا کوئی موقع تو نہیں ملا، البتہ ایک مرتبہ جامعہ سلفیہ کے ایک اجتماع میں ان کے کچھ خیالات سننے کا شرف حاصل ہوا تھا۔

اسی طرح ایک مرتبہ جھنڈانگران کا آنا ہوا تھا۔ خطیب الاسلام جھنڈانگری کے دفتر میں سلام ومصافحہ کی سعادت حاصل ہوئی تھی۔ جامعہ عالیہ کے بعض اساتذہ کی زبانی ان کے وسعت مطالعہ، سنجیدگی، شرافت اور تدریسی مہارت کی بابت اچھی رائے سنی تھی۔ ان کی وفات سے علمی دنیا میں بڑا خلاء پیدا ہوگیا۔ ربّ العالمین ان کی خدمات کو قبول فرما کر جنت الفردوس کا مکین بنائے۔

والدین کی وفات کا بڑا صدمہ ہوتا ہے اور ان کی وفات کے بعد ان کی شفقتوں، محبتوں، نیک مشوروں اور خیرخواہیوں سے محرومی ہو جاتی ہے۔ ان کا سایہ گھنے درخت کا سایہ ہوتا ہے جہاں بڑی راحت ملتی ہے۔

آپ سے مرے تعلقات تو نہیں ہیں البتہ چند ایک دید وشنید ہے۔ جماعت کے وہ اہل قلم جن کی تحریروں پر مجھے اعتماد ہوتا ہے اور ان کی تحقیقات علمیہ کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں ان میں ایک نام آپ کا بھی ہے، بس اسی بنا پر یہ چند تعزیتی جملے حوالہ قلم ہیں۔ سبحانہ تعالیٰ آپ لوگوں کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

شیخ خورشید احمد السّلفی حفظہ اللہ

شیخ الجامعہ وشیخ الحدیث جامعہ سراج العلوم السّلفیہ

جھنڈانگر کپل وستو، نیپال

☆ برادر مکرم فضیلۃ الشیخ اسعد اعظمی بن مولانا محمد اعظمی صاحب حفظہ اللہ

اعظم اجر کم، قدر الله وماشاء فعل

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سوشل میڈیا کے ذریعہ یہ اندوہناک خبر ملی کہ مورخہ ۱۱/جولائی ۲۰۲۳ء کو مختلف میادینہائے علم ودانش میں اپنی پوری زندگی مصروف رہنے والے لائق فائق عالم دین آپ کے والد گرامی جناب مولانا محمد اعظمی صاحب کا مسلسل کئی بیماریوں میں مبتلا رہنے کے بعد انتقال ہوگیا۔ إنا لله وإنا إليه راجعون.

برادر گرامی! اللہ تعالیٰ ہم سب کا خالق ہے۔ اور اس کا کوئی بھی کام حکمت ومصلحت سے خالی ہو ہی نہیں سکتا۔ ہم سب کی بہتری کس چیز میں ہے اس کا فیصلہ اسی کے ہاتھ میں ہے۔ ہمارے لیے رضا بالقضاء کے سوا کوئی چارہ کار نہیں۔ ہمارے لیے اس نازک موقع پر فرمان الٰہی ﴿ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوفْ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الأَمَوَالِ وَالأنفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُم مُّصِيبَةٌ قَالُواْ إِنَّا لِلّهِ وَإِنَّـا إِلَيْهِ رَاجِعونَ أُولَـئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَأُولَـئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ﴾ (البقرة ۲: ۱۵۵-۱۵۷) اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ مبارکہ ہی تسلی کا سامان ہے جو آپ نے اپنے صاحب زادہ ابراہیم کی وفات پر فرمایا تھا: (انا بفراقك لمحزونون يا إبراهيم، ولا نقول إلا ما يرضى ربنا)

آپ کے والد رحمہ اللہ کی وفات سے تعلیم وتدریس اور دعوت وتبلیغ بالخصوص علم حدیث وروایت کے میدان میں بہت بڑا خلا پیدا ہوا ہے۔ ان کی وفات صرف آپ لوگوں کے لیے ہی نہیں ہم سب کے لیے اور پوری جماعت اہل حدیث کے لیے بہت بڑا حادثہ ہے۔ ابوالکلام آزاد اسلامک اویکننگ سنٹر نئی دہلی کے تمام خدام، اس کے مختلف اداروں: جامعہ اسلامیہ سنابل، معہد عثمان بن عفان لتحفیظ وتجوید القرآن الکریم، جوگابائی نئی دہلی، معہد علی بن ابی طالب لکھنو، معہد عمر بن الخطاب لتحفیظ القرآن الکریم علی گڑھ اور مرکز کے دہلی وبیرون دہلی کے دیگر تمام تعلیمی، تربیتی، دعوتی اور رفاہی اداروں کے اساتذہ، طلبہ اور کارکنان آپ حضرات کے غم میں برابر کے شریک ہیں اور دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کے والد رحمہ اللہ کی مغفرت فرمائے، ان کی نیکیاں قبول

کرے،ان کی لغزشوں کو دور فرمائے اور انہیں اعلی علیین میں جگہ دے۔ نیز آپ، آپ کی والدہ، تمام بھائیوں، بہنوں اور جملہ متعلقین کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ مہربانی فرما کر ہمارے یہ تعزیتی کلمات بالخصوص اپنی والدہ محترمہ، تمام بھائیوں، بہنوں اور سارے متعلقین تک پہونچانے کی زحمت فرمائیں۔اس کے لیے مرکز کے سارے خدام آپ کے ممنون ہوں گے۔

آپ حضرات کے لیے اللہ رب العالمین کی سب سے بڑی نعمت مولانا رحمہ اللہ کی بیوہ آپ لوگوں کی ماں اب بھی باحیات ہیں ان کی خدمت اور ان کے لیے آرام و آسائش کے تمام وسائل مہیا کرنا اپنا اولین فریضہ بنائیں۔ اللہ رب العالمین آپ لوگوں کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

والسلام

شریک غم: محمد رحمانی سنابلی مدنی

☆ آج کسی کام سے ضلع سدھارتھ نگر کے مشہور ومعروف قدیم ترین دینی درسگاہ جامعہ دارالہدی یوسف پور سے گزر ہوا کہ راستے میں نماز عصر کے ارادے سے مدرسے کی جامع مسجد میں جانا ہوا۔ جامعہ کے روح رواں بقیۃ السلف فضیلۃ الشیخ مولانا محمد ابراہیم رحمانی حفظہ اللہ ومتعہ بالصحۃ والعافیۃ کی امامت میں نماز عصر ادا کی۔

قابل ذکر بات یہ ہے کہ مولانا محترم حفظہ اللہ نے نماز عصر کے بعد مصلیانِ مسجد کی طرف رخ کر کے گذشتہ چند دنوں قبل وقوع پذیر حادثۂ فاجعہ مولانا محمد اعظمی رحمہ اللہ کی وفات حسرت آیات کا تذکرہ انتہائی غمناک انداز اور کربناک لب ولہجے میں کیا۔

جو بادہ کش تھے پُرانے، وہ اُٹھتے جاتے ہیں
کہیں سے آبِ بقائے دوام لے ساقی!

آپ نے اس شعر کے ساتھ اپنی نمناک آنکھوں اور چہرے پر غم وحزن اور رنج و ملال کے بے اختیار آثار وتاثرات لیے ہوئے مولانا مرحوم کے دور طالب علمی، اپنے سے اُن کے سینئر ہونے ،ان کے علم وفضل اور زہد وتقوی کے بارے میں مختلف پہلوؤں سے روشنی ڈالی۔ ویسے بھی مولانا رحمانی حفظہ اللہ سے لمحے بھر کے لیے ملاقات کرنے والا شخص آپ کے تبحر علمی، زہد وتقویٰ، اخلاص وللّٰہیت، آپ کی بزرگی اور درویشی کو اچھی طرح سمجھ سکتا ہے۔ لہذا اس طرح کے دلخراش سانحہ سے آپ کا تڑپنا، بے چین ہو جانا اور قلق واضطراب میں مبتلا ہو جانا ایک یقینی امر تھا۔ آپ نے مزید فرمایا کہ اب اس طرح کے داغ مفارقت دینے والے علمائے صالحین کی جگہ لینے والے لوگ مجھے کہیں دور تک نہیں نظر آتے ہیں، اور سنن ابن ماجہ کی کتاب الفتن میں وارد حدیث زیاد بن لبید کی روشنی میں بے عملی اور بد عملی کے فروغ کو حقیقی علم اور علماء کے اٹھ جانے سے تعبیر کیا۔ بعد ازاں آپ نے مصلیان حضرات سے مولانا اعظمی مرحوم کے حق میں صلاۃ جنازہ غائبانہ کی درخواست کی، یوں آپ ہی کی امامت میں نماز جنازہ کی ادائیگی کی گئی۔

اللهم اغفر له وارحمه وأدخله الفردوس الأعلى وأغدق عليه شآبيب رحمتك ورضوانك.

محمد عمر صلاح الدین (متعلم جامعۃ الملک سعود، ریاض)

☆ گرامی قدر فضیلۃ الشیخ اسعد اعظمی صاحب/حفظہ اللہ ورعاہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ کرے آپ مع اہل وعیال بخیر وعافیت ہوں۔

آپ کے والد گرامی قدر سند العلماء استاذ الاساتذہ مولانا محمد اعظمی رحمہ اللہ سابق شیخ الجامعہ جامعہ عالیہ عربیہ مئوناتھ بھنجن (مئو) اللہ کی قضاوقدر کے مطابق جن کی وفات ۱۱/ جولائی بروز منگل ہوئی اور اگلے دن ۱۲/ جولائی بروز بدھ تجہیز وتکفین کا مرحلہ اختتام پذیر ہوا۔

شیخ کی وفات جمعیت وجماعت کے لیے عظیم خسارہ ہے، ان کی وفات پر ذمہ داران جامعہ آپ کے غم میں برابر کے شریک ہیں اور دعا گو ہیں کہ اللہ تعالی شیخ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے اور ورثہ کو صبر جمیل سے نوازے۔ " إن لله ما أعطى وله ما أخذ فلتصبر ولتحتسب وكل شيء عنده إلى أجل مسمى"، آپ سے قوی امید ہے کہ شیخ کی علمی خدمات کو منظر عام پر لانے کی سعی مسعود کریں گے، اللہ تعالی اس کی راہ ہموار کرے اور شیخ کے لیے ذخیرۂ آخرت بنائے۔ آمین۔

عتیق الرحمٰن شفاعت محمد الندوی ناظم جامعہ اسلامیہ دریاباد

☆ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

ابھی ابھی مختلف گروپس کے ذریعہ آپ کے والد محترم کے سانحہ ارتحال کی خبر ملی، انا للہ وانا الیہ راجعون، **اللهم اغفر له وارحمه وعافه واعف عنه و ادخله فسيحات الجنه والحقه با لنبيين والصديقين والصالحين والشهداء.**

ان کی موت یقیناً بہت بڑا اجماعتی خسارہ ہے، باپ کے سایہ عاطفت سے محرومی کے صدمے سے اس وقت آپ اور آپ کے تمام اہل خانہ گزر رہے ہیں، ایک مومن کے لیے صبر وشکیبائی کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہے

إِنَّ لِلَّهِ مَا أَخَذَ وَلَهُ مَا أَعْطَى وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ بِأَجَلٍ مُسَمًّى فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ اللہ رب العالمین آپ، آپ کے تمام بھائی اور بہنوں اور یاسر وطارق کو صبر جمیل عطا کرے۔ آمین

شریک غم: محمد ابوالقاسم فاروقی

☆ فاضل گرامی شیخ اسعد اعظمی صاحب سلمہ اللہ تعالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کے والد محترم گرامی قدر کی وفات ایک معتبر ومعروف اور وقت کے ایک بڑے عالم دین کی وفات ہے۔اسی لیے آپ اہل خانہ کے ساتھ پوری علمی اور سلفی دنیا دکھی ہے۔اللہ تعالی ان کی مغفرت کرے، انہیں جنت الفردوس میں جگہ دے اور آپ سب کو صبر وسلوان کے ساتھ ان کے لیے صدقہ جاریہ بنائے۔

شریک غم: عبدالسلام سلفی (ممبئی)

☆ آسماں تیری لحد پر۔۔۔(مولانا محمد اعظمی رحمہ اللہ)

بات ۲۰۰۹ کی ہے، میں سند فضیلت کے حصول کے لیے تقریباً چھ سال کے وقفے کے بعد جامعہ اسلامیہ فیض عام میں زیر تعلیم تھا، زیر نظر کتاب کے ترجمہ سے اس سے قبل ہی فارغ ہو گیا تھا، اس کا مسودہ لے کر مکتبۃ الفہیم مئو پہنچا تو برادران (شفیق الرحمن اور عزیز الرحمن) نے مشورہ دیا کہ آپ اسے لے کر شیخ محمد اعظمی کی خدمت میں حاضر ہوں اور ان سے کتاب کے سلسلے میں کچھ کلمات لکھ دینے کی درخواست کریں، میں نے ان کے مشورے پر شیخ محترم کے دولت کدے پر حاضری دی، آپ نے ایک طالب علم کو شرف ملاقات بخشا اور مسودہ دیکھنے کے بعد فرمایا کہ میں ان شاء اللہ تاثرات رقم کر کے مکتبہ والوں کے حوالے کر دوں گا۔

شیخ رحمہ اللہ نے وعدہ کے مطابق یہ نوازش فرمائی، میری شیخ سے یہ پہلی اور آخری بھی مختصر سی ملاقات تھی، لیکن انہوں نے مجھ طالب علم کے لیے جو حوصلہ مند الفاظ تحریر فرمائے وہ میرے لیے باعث صد افتخار ہیں۔

شیخ رحمہ اللہ کل سپرد خاک کردیے گئے اور ملت اسلامیہ ہند عموماً اور جماعت اہل حدیث خصوصاً ایک عظیم شجر سایہ دار سے محروم ہوگئی۔

اللہ شیخ جلیل کی مغفرت فرمائے اور اپنی بے پناہ رحمتیں نچھاور فرمائے۔

ساجد اسید ندوی

☆ السلام علیکم ورحمۃ اللہ احسن اللہ عزاءکم وغفر لوالدکم

رب العالمین والد محترم کے درجات بلند فرمائے، ان کے حسنات قبول فرمائے اور لغزشوں کو اپنی رحمت سے معاف کردے اور آپ لوگوں کے حسنات کا اجر وثواب ان کے لیے جاری رکھے۔الحمد للہ ثم الحمد للہ، اللہ تعالی نے آپ اور آپ کے سعادت مند بچوں کو والد محترم کی علمی جانشینی کی سعادت نصیب فرمائی ہے۔رب العالمین آپ سب کو صبر جمیل عطا کرے۔ناچیز کو بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

عبدالمتین مدنی (جامعہ رحمانیہ) بنارس

☆ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ وبعد

محترم! آپ کے والد گرامی کی وفات کی خبر سن کر ہم سب اہل ادارہ ندوۃ السنۃ کو بہت دکھ اور تکلیف ہے، اس پر ہم اللہ سے صبر کی توفیق مانگتے ہیں اور آپ کے غم میں ہم سب برابر کے شریک ہیں۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔أعظم اللہ أجرکم وغفر لمیتکم، کسی کو اس سے رستگاری نہیں ہے، اللہ تعالی والد گرامی کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس میں جگہ نصیب کرے اور آپ سب کو ان کے لیے صدقہ جاریہ بنائے آمین۔

عبدالمعین مدنی (ندوۃ السنہ، اٹوا)

☆ السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ، ابھی ابھی آپ والد مکرم حضرت مولانا محمد الاعظمی صاحب کے انتقال کی خبر بذریعہ سوشل میڈیا ملی۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔اللہ تعالیٰ آپ کو اور اہل خانہ وجملہ متعلقین کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔آمین اور مولانا مرحوم کی حسنات کو قبول فرمائے۔آمین، شریک غم۔معین الدین سلفی بنارس۔

☆ فضیلۃ الشیخ اسعد الاعظمی حفظہ اللہ وتولاہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کے والد محترم، استاذ الاساتذہ، شیخ العرب والعجم مولانا محمد الاعظمی کے انتقال کی خبر ہم اہالیان سدھارتھ نگر پر بجلی بن کر گری۔دعا ہے کہ اللہ آپ کی بال بال مغفرت کرے اور جنت الفردوس کو مسکن بنائے۔آپ کو ان کا نعم البدل بنائے آمین اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔

شریک غم: جمال احمد المدنی

مدیر کلیہ محمدیہ للبنات احمد نگر موتی گنج، سدھارتھ نگر

☆ قابل صد احترام وتوقیر استاذ محترم فضیلۃ الشیخ اسعد اعظمی حفظکم اللہ ورعاکم

۱۱/ جولائی بروز منگل ہماری سماعت سے یہ خبر بجلی کی طرح ٹکرائی کہ جماعت کے بزرگ عالم دین، محدث، مصنف، شیخ العرب والعجم آپ کے والد گرامی اس دنیا سے رحلت فرما گئے۔اللہ آپ کے والد محترم کی خطاؤں اور کوتاہیوں کو معاف فرما کر غریق رحمت فرمائے اور کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے۔

اس آنی جانی اور فانی دنیا میں کسی کو قرار نہیں ہے، سب کی تقدیر میں رحلت مقدر ہے۔موت سے کس کو رستگاری ہے۔کل نفس ذائقة الموت، لیکن شیخ العرب والعجم کی رحلت کوئی عام رحلت نہیں ہے، بلکہ آپ کی وفات ایک عالمی خسارہ ہے۔سچ ہے: موت العالم موت العالم۔

استاذ الاساتذہ کی وفات یقیناً علماء وطلبہ کے لیے بڑی اندوہناک خبر ہے۔آپ کی رحلت سے جو علمی خلا پیدا ہوا ہے شاید ہی وہ پر ہو۔الہ العالمین امت مسلمہ کو آپ کا نعم البدل عطا فرمائے۔ اللهم لا تحرمنا اجره ولا تفتننا بعده۔

یہ خبر جس قدر ہم سب کے لیے درد وکرب کا سبب ہے ہم محسوس کر سکتے ہیں کہ

اس سے کہیں زیادہ آپ کے لیے ہے۔ یہ آپ کے والد گرامی کی رحلت ہے، آپ کے مشفق اور مہربان سرپرست کی رحلت ہے۔ اللہ آپ کو اور سارے لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ ان لله ما اخذ وله ما اعطى ، وكل شيء عنده بأجل مسمى، فليصبر فضيلتكم وليحتسب. واحسن الله عزاء كم، وعظم اجركم، وغفر لميتكم، واسكنه فسيح جناته۔

شرکائے غم: ابنائے جامعہ سلفیہ، بنارس (جنوبی ہند)

☆السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید کہ خیریت سے ہوں گے۔ اللہ رب العالمین اپنے حفظ وامان میں رکھے۔

گذشتہ ہفتہ والد محترم رحمہ اللہ کی وفات کی خبر سن کر کافی افسوس ہوا۔ اللہ رب العالمین جنت الفردوس میں انھیں اعلی مقام سے نوازے۔

جنازہ میں شرکت کے لیے بعد صلاۃ فجر مئو جانے کا پروگرام طے ہوا لیکن جب یہ خبر ملی کہ جنازہ صبح ۱۰/ بجے ہے تو پروگرام ملتوی کرنا پڑا کہ جنازے میں شرکت ممکن نہیں ہے۔ مولانا نسیم اختر صاحب فیضی سے برابر رابطے میں رہے۔

گذشتہ اتوار کو جامعہ خدیجۃ الکبری جھنڈانگر کا ایک وفد آپ برادران سے تعزیت کے لیے مئو حاضر ہوا جس میں بوجوہ میری شرکت نہ ہوسکی جس کا ملال ہے۔

اللہ رب العالمین آپ حضرات کو صبر جمیل عطا فرمائے اور شیخ محترم رحمہ اللہ کو جنت الفردوس میں جگہ عنایت فرمائے۔ آپ نے والد محترم رحمہ اللہ پہ سفر آخرت کے حوالے سے جو تحریر فرمایا ہے اسے نور توحید میں شائع کر رہا ہوں۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ عبد العظیم مدنی جھنڈانگری

☆ شیخ محترم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کے والد محترم استاذ الاساتذہ فضیلۃ العلامۃ محمد اعظمی کی وفات کی خبر رنج وغم کے ساتھ سنی گئی۔ إنا للہ وإنا الیہ راجعون۔ اللهم اغفر له وارحمه وأكرم نزله ووسع مدخله وأدخله في الفردوس الاعلى، وألهم الصبر والسلوان ذويه وتقبل أعماله .. یقیناً یہ وفات موت العالم موت العالم جیسی ہے۔ اللہ تعالی آپ اور تمام لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ اور آپ سب علامہ رحمہ اللہ کے لیے صالح اولاد ثابت ہوں۔ اللهم آمین۔

دعا گو: محمد ریحان الطاف حسین سلفی

مدرس کلیہ ابوبکر صدیق، گمانی۔ جھارکھنڈ

☆السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ابھی تھوڑی دیر قبل آپ کے والد ماجد کے انتقال کی خبر ملی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہ یقیناً دینی وعلمی دنیا کے لیے بڑی افسوسناک خبر اور ناقابلِ تلافی نقصان ہے۔ اللہ تعالی موصوف کی خدمات کو قبول فرمائے۔ بشری لغزشوں سے درگذر فرمائے اور اعلی علیین میں جگہ عنایت فرمائے۔ آمین۔

جاوید شمیم اثری (پونے)

☆السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! اللہ سے امید کرتا ہوں کہ آپ الحمد للہ بہتر ہوں گے! آپ کے والد گرامی قدر کے سانحۂ ارتحال کی خبر سوشل میڈیا پر جیسے ہی پھیلی دل کو بڑا دھچکا لگا کہ اس دنیا سے ایک اور علم کا ستارہ، سلف کا عکاس، کتاب وسنت کا پاسبان، علم حدیث کا ایک باب بند ہو گیا۔

جامعہ سلفیہ بنارس میں فضیلت کے سال اول میں اپنے ساتھیوں کے ہمراہ جب مئو جانا ہوا وہاں خصوصی طور پر آپ کے والد گرامی نمونۂ سلف شیخ محمد اعظمی صاحب سے ملاقات کی، بہت ساری نصیحتوں اور دعاؤں سے شیخ محترم نے نوازا۔ اب ان کے جانے کی خبر ملی۔ بڑا افسوس ہوا۔

اللہ سے دعا ہے کہ اللہ تعالی آپ کے والد کی بشری خطاؤں کو معاف کرے، ان کی بے لوث خدمت دین کو شرف قبولیت سے نوازے، ان کی اولاد اور ان کے تلامذہ کو ان کے لیے اخروی نجات کا ذریعہ بنائے اور آپ لوگوں کو صبر عطا کرے۔ آمین

حافظ محمد تقویم سلفی راجا منڈی، آگرہ

☆السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

شیخ محترم، امید کہ آپ خیر وعافیت سے ہوں گے، ابھی تھوڑی دیر پہلے واٹس ایپ کے ذریعے سے یہ خبر گردش کی کہ آپ کے والد محترم کا انتقال ہوگیا ہے، اللہ ان کی مغفرت فرمائے، درجات بلند کرے، اور آپ تمام بھائیوں بہنوں اور دیگر اقارب کو رب کریم اس کا نعم البدل عطا فرمائے۔ احسن الله عزاء كم وجبر مصابكم، اس موقع پر میں آپ کے اور آپ کے گھر والوں کے لیے پیغام تعزیت پیش کرتا ہوں۔ اللہ شیخ محترم کو معاف فرمائے اور جنت الفردوس میں ان کا اعلی مقام عطا فرمائے۔ جزاکم اللہ خیرا۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، (د۔عبید الرحمن مدنی ممبئی، آڈیو سے)

ان حضرات کے علاوہ شیخ احمد مجتبی مدنی، شیخ ارشد مختار، شیخ اکرم مختار، عبد المحسن جاوید اعظم، مولانا کلیم اللہ سلفی، جون پور، مولانا ابوسحبان روح القدس، ندوۃ العلماء، لکھنؤ، مولانا نیاز ابوالخیر، مولانا محمد جنید مکی، مولانا عبد الواحد عبد القدوس مدنی، ڈاکٹر فواز بن عبد العزیز، ڈاکٹر عبد اللطیف کندی کشمیر، ثناء اللہ غوری، شیخ مطیع الرحمن عبد المتین سلفی، شیخ خالد قاسمی (سفارت خانہ سعودی عرب) شیخ معراج تیمی، اسامہ صغیر، غالب السید مکہ مکرمہ، د: عبد اللہ السہلی الریاض وغیرہم کے مختصر تعزیتی کلمات اور دعائیں موصول ہوئیں۔ تقبل اللہ منھم۔

یہ بھی معلوم ہو کہ عربی زبان میں موصول ہونے والے پیغامات وتاثرات کو بھی عن قریب الگ سے شائع کیا جائے گا ان شاء اللہ العزیز

☆☆☆

اہل حدیث منزل کی تعمیر وتکمیل کے لیے

محترم و غیور ائمہ، خطباء، متولیان مساجد اور ذمہ داران جمعیات سے پُر زور اپیل اور التماس

اہل حدیث منزل میں چوتھی منزل کی چھت کی ڈھلائی کا کام ہوا چاہتا ہے اور دیگر تینوں منزلوں کی صفائی کی تکمیل کے لیے آپ سے گزارش ہے کہ آنے والے جمعہ میں باضابطہ طور پر اپنی مسجدوں میں اس کے تعاون کے لیے پرزور اعلان فرمائیں اور مندرجہ ذیل کھاتے میں رقم ارسال فرما کر جنت میں اعلیٰ مقام بنائیں اور اس صدقہ جاریہ میں شریک ہوں۔

تعاون کے طریقے : (۱) سیمنٹ، سریا، روڑی، بدرپور، ریت (۲) نقد رقم (۳) کاریگروں اور مزدوروں کی اجرت کی ادائیگی (۴) کھڑکی، دروازہ، پینٹ، رنگ وروغن کا سامان یا قیمت مہیا کرا کے تعاون فرمائیں اور مال واولاد اور اعمال صالحہ میں برکت پائیں۔

Markazi Jamiat Ahle Hadees Hind

A/c: 629201058685

ICICI Bank (Chandni Chowk Branch)

RTGS/NEFT IFSC Code-ICIC0006292